نور ہدایت سیریز 2

درس صحیح بخاری

صحیح البخاری کی آخری حدیث پر عالمانہ محققانہ اور فاضلانہ خطاب

محدث العصر فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

www.KitaboSunnat.com

مسلم پبلیکیشنز
MUSLIM PUBLICATIONS

ترتیب وتخریج حافظ شبیر صدیق حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ
مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام
محدث لائبریری
کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

نور ھدایت سیریز 2

درس صحیح بخاری

صحیح البخاری کی آخری حدیث پر عالمانہ محققانہ اور فاضلانہ خطاب

محدث العصر فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

ترتیب وتخریج

حافظ شبیر صدیق حفظہ اللہ

مسلم پبلیکیشنز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

قرآن مجید، تفاسیر، احادیث، سپارے
نصابی وغیر نصابی کتب اور
دارالسلام کی تمام کتب طلب فرمائیں

مسلم پبلیکیشنز
48-ہادیہ حلیمہ سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور

وائس ایپ اینڈ کال 0312-4246740،0322-4044013
اکاؤنٹ: شبیر صدیق
0207-0102420361 میزان بینک، اردو بازار برانچ لاہور
جاز کیش اکاؤنٹ 0312-4246740

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

- سند فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی ﷾ ---------- 5
- سند، دین کا حصہ ہے...... خاتمہ عقیدۂ توحید پر ---------- 7
- صرف کلمہ پڑھ لینا کافی نہیں ---------- 9
- تین عظیم گواہیاں ---------- 10
- اقسامِ توحید اور ان کی معرفت ---------- 11
- اسماء وصفات سے متعلق اہل الحدیث کا موقف ---------- 13
- اسماء وصفات سے متعلق ملحدین کا نظریہ ---------- 14
- خالق کی صفات مخلوق کے مشابہ نہیں ---------- 15
- صفاتِ الٰہیہ عیوب سے پاک ہیں ---------- 17
- ملحدین کے الحاد کی صورتیں ---------- 18
- ہر صفت کا ظاہری معنی...... تاویل کا نتیجہ اللہ تعالیٰ کی توہین ---------- 22
- اسماء وصفات پر کیسا ایمان ہو؟ ---------- 23
- اسماء وصفات کی معرفت کی برکات ---------- 27
- سورۂ اخلاص سے متعلق ایک اہم نکتہ...... اللہ تعالیٰ کا حسنِ ادب ---------- 30
- معرفتِ الٰہی کی اہمیت ---------- 33
- ایک بودے اعتراض کا ازالہ ---------- 35

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- ❖ ایک فکری پہلو...... عدل اور انصاف میں فرق ---------- 37
- ❖ عدل کی مختلف صورتیں ---------- 38
- ❖ معیار اور مقدار دونوں چیک ہوں گے ---------- 40
- ❖ عمل تولے جانے کی مختلف صورتیں ---------- 40
- ❖ خلافِ توقع فیصلہ ---------- 42
- ❖ عمل کا معیار اتباعِ سنت...... اہل الحدیث کا امتیاز ---------- 43
- ❖ میزان میں بھاری اعمال ---------- 44
- ❖ اصل وزن اتباع رسول کا ---------- 46
- ❖ دقیق سا فرق بھی واضح ہوگا ---------- 48
- ❖ ایک سجدہ بھی پلڑا بھاری کر سکتا ہے ---------- 49
- ❖ صرف ایک عمل پر نجات اور پکڑ ---------- 50
- ❖ تبویب بخاری میں ایک مہلک شے کا ازالہ ---------- 51
- ❖ ایک اور شبے کا رَدّ ---------- 52
- ❖ اہم لغوی نکات ---------- 54
- ❖ شیوخِ امام بخاری رحمہ اللہ ---------- 55
- ❖ طلبہ کو ایک اہم نصیحت...... سند عالی سے متعلق نکات ---------- 56
- ❖ ایک اشکال کی اہم وضاحت ---------- 59
- ❖ ایک غلط فہمی کی وضاحت...... محدثِ امت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ---------- 60
- ❖ متنِ حدیث کی وضاحت ---------- 62
- ❖ طلبہ کو ایک اور اہم نصیحت ---------- 63

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سند فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

عن الشيخ الامام المحدث عبدالله ناصر الرحمانى وهو يروي عن شيخه الجامع المعقول والمنقول المحدث حاكم علي الدهلوى عن الشيخ احمد الله البرتاب كري عن الشيخ الكل في الكل نذير حسين المحدث الدهلوي عن الشيخ محمد اسحاق الدهلوي عن الشيخ عبدالعزيز المحدث الدهلوي عن الشيخ الشاه ولي الله المحدث الدهلوي قال اخبرنا الشيخ طاهر محمد بن ابراهيم الكردي المدني اخبرني ابي الشيخ ابراهيم بن حسن الكردي المدني اخبرنا الشيخ احمد بن محمد القشاشي اخبرنا الشيخ احمد بن عبدالقدوس الشناوي اخبرنا الشيخ محمد بن احمد الرملي اخبرنا الشيخ زكريا بن محمد الانصاري اخبرنا الشيخ الحافظ ابوالفضل احمد بن حجر العسقلانى اخبرنا الشيخ ابراهيم بن احمد التنوخي أخبرنا الشيخ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابو العباس احمد بن ابی طالب الحجار اخبرنا الشیخ ابو عبداللّٰہ الحسین بن ابي بکر المبارك الزبیدي عن الشیخ ابي الوقت عبدالاول بن عیسیٰ بن شعیب الهروي عن الشیخ ابی الحسن عبدالرحمٰن بن محمد الداؤدي عن الشیخ ابي محمد عبداللّٰہ بن احمد السرخسي عن الشیخ ابي عبداللّٰہ محمد بن یوسف الفربري عن امیر المؤمنین في الحدیث سید الفقهاء والمحدثین أبي عبداللّٰہ محمد بن اسماعیل البخاري الجعفي قال باب قول اللّٰہ تعالیٰ ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ﴾ (الأنبياء: 47)

وأن آعمال بني أدم وقولهم یوزن وقال مجاهد القسطاسُ العدل بالرومیه و یقال القسط مصدر المقسط وهو العادل و اما القاسط فهو الجائر حدثنا احمد بن إشكاب قال حدثنا محمد بن فضیل عن عمارة بن القعقاع عن ابي زُرعة عن أَبي هُرَیرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((كَلِمَتَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ))

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ مسنونہ کے بعد:

سند، دین کا حصہ ہے

عزیز طلبہ اور قابل احترام سامعین حضرات! محترم اساتذہ کرام! مہمانان گرامی!

صحیح بخاری کا آخری باب آپ نے سن لیا۔ جو محض اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہمارے اس طالب علم نے اپنے آپ سے لے کر نبی علیہ الصلاۃ والسلام تک پوری سند کے ساتھ پڑھا ہے۔ اور یہ ہماری انفرادیت اور خصوصیت ہے، ہماری ہر بات سند کے ساتھ ہے۔

((اَلْإِسْنَادُ مِنَ الدِّينِ وَلَوْلَا الْإِسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَاءَ مَا شَاءَ.)) [1]

"سند دین کا حصہ ہے اور اگر سند نہ ہوتی تو ہر شخص اپنی مرضی سے جو چاہتا، کہتا۔" یہ قول عظیم محدث عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا ہے۔

خاتمہ عقیدۂ توحید پر

یہ جو باب آپ نے سنا ہے اس میں قیامت کی ایک خبر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن سارے بندوں کے اعمال تولنے ہیں۔ اور یہ باب جس کتاب سے متعلق ہے وہ صحیح بخاری کی آخری کتاب، کتاب التوحید ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ فقاہت ہے کہ انھوں نے کتاب التوحید پر اس علمی سفر کا اختتام کیا۔ یہ ذہن دینے

[1] معرفة علوم الحديث للحاكم، رقم: 8، و صحيح مسلم، مقدمه، رقم: 32.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے لیے کہ ویسے تو توحید ہر لمحہ اور ہر لحظہ بندے کی ضرورت ہے، لیکن ہر شخص اپنے خاتمے کی فکر کرے کہ اس کا خاتمہ توبہ اور توحید خالص پر ہو۔ یہ کامیابی کی اساس ہے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

((مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ.)) ❶

”جس شخص کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہوگا، وہ جنتی ہے۔“

لیکن صرف کلام کافی نہیں ہے۔ تمھارے ہاتھوں میں دس لاکھ دانے کی تسبیح ہو اور روزانہ لا الہ الا اللہ کا ورد کرتے رہو، اس کا کوئی نفع نہیں ہے جب تک اس کلمے کا معنی معلوم نہ ہو، اس کے ارکان کا علم نہ ہو، اس کی شرائط معلوم نہ ہوں۔ تبھی تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان منقول ہے کہ

((مَنْ مَّاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ.)) ❷

”جس شخص کی موت اس طرح آئے کہ اسے لا الہ الا اللہ کا علم ہو وہ جنتی ہے۔“

قیامت کے دن ایک شخص کو حساب کتاب کے لیے پکارا جائے گا۔ اس کے دامن میں گناہوں کے ننانوے دفتر (رجسٹر) ہوں گے۔ دفاتر کا سائز ہماری دنیا کے رجسٹروں کا سائز نہیں ہے بلکہ ((كُلُّ سِجِلٍّ مِّثْلُ مَدِّ الْبَصَرِ)) ہر رجسٹر تاحد نگاہ ہوگا۔ اس کی لمبائی، چوڑائی اور اس کا حجم تاحد نگاہ ہوگا۔ اور وہ شخص گرتا

---

❶ سنن أبي داود: 3116.
❷ صحیح مسلم: 26.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پڑتا آئے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ہمارے پاس اس کی ایک نیکی ہے، چنانچہ ایک چھوٹی پرچی پیش کی جائے گی۔ یہ اس کی نیکی ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب وزن ہوگا ((فَطَاشَتِ السِّجِلَّاتُ وَثَقُلَتِ الْبِطَاقَةُ)) پرچی بھاری پڑ جائے گی اور وہ ننانوے دفتر ہلکے پڑ جائیں گے۔ بلکہ گناہوں کا پلڑا اتنا اونچا چلا جائے گا کہ ان دفاتر کے گرنے کا خدشہ پیدا ہو جائے گا۔ جو نیکی درج ہے وہ ہے:

((أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.)) [1]

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔''

صرف کلمہ پڑھ لینا کافی نہیں

اللہ تعالیٰ نے اس کا کلمہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ پڑھنا قبول نہیں کیا بلکہ اس کلمے کی گواہی قبول کی ہے۔ پڑھنا اور ہے اور گواہی دینا اور ہے۔ پڑھنے میں علم ضروری نہیں ہے لیکن گواہی مکمل علم کے ساتھ ہے۔ جس چیز کی گواہی آپ دینا چاہ رہے ہیں اس کا آپ کو علم نہ ہو تو وہ غیر معتبر ہے، عبث ہے۔ دنیا کے کسی کام کے تعلق سے آپ کو گواہی دینے کے لیے عدالت جانا پڑے تو اس حوالے سے جج اور وکیل آپ پر جرح کریں گے۔ اس مسئلے کے تعلق سے آپ کا علم جانچتے ہیں اور سوالات کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں، حالانکہ دنیا کے امور ہیں۔ اور یہ گواہی کائنات کی سب سے بڑی گواہی ہے۔ یہ بغیر علم کے کیسے معتبر ہوگی؟ اس کا کلمہ پڑھنا قابل قبول نہیں تھا بلکہ اس کلمے کی گواہی قابل قبول تھی۔ اور گواہی علم کے ساتھ ہے۔ اس

[1] جامع الترمذي: 2639.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیے احادیث میں اس کلمے کے پڑھنے کی بہت سی شرائط ہیں۔ ((مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ))[1] اس کا کلمہ قابل قبول ہے جو یقین کے ساتھ پڑھے۔ جو اس کلمے کا مضمون اور موضوع ہے، اسے یقین کے ساتھ وہ قبول کرے، اور ((صَادِقًا مِّنْ قَلْبِهِ))[2] کے الفاظ بھی ہیں کہ پوری سچائی کے ساتھ پڑھے، ((غَيْرَ شَاكٍّ فِيهِمَا))[3] کے الفاظ بھی ہیں کہ اس کلمے کی گواہی میں کوئی شک نہ ہو۔ ((خَالِصًا مِّنْ قَلْبِهِ))[4] کے الفاظ بھی ہیں کہ اپنے دل سے خالص ہو کر پڑھے۔ یہ ساری چیزیں علم کا تقاضا کرتی ہیں۔ بغیر علم کے یہ چیزیں حاصل نہیں ہو سکتیں۔ اس لیے لا الہ الا اللہ کے تعلق سے سب سے اہم نکتہ یہ سمجھ لیں کہ یہ عظیم گواہی بغیر علم کے قابل قبول نہیں۔

تین عظیم گواہیاں

اسی لیے ہمارے پروردگار نے اپنی توحید کے لیے تین گواہ پیش کیے ہیں کہ میں اکیلا ہوں، اکیلا معبود برحق، میرے ساتھ کوئی شریک نہیں ہے۔ اور اس کے تین گواہ ہیں: ایک خود اللہ رب العزت، دوسرے اللہ کے فرشتے اور تیسرے اولوالعلم ہیں، وہ بندے جو صاحب علم ہیں۔ جن کے سینوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نور وحی سے منور کر رکھا ہے۔ انھیں یہ سعادت دی گئی کہ وہ اللہ کی توحید کے گواہ ہیں۔ تو کس قدر یہاں علم کی ضرورت ہے۔ اور کس قدر علم کا احتیاج ہے۔

---

[1] صحيح مسلم: 31.
[2] مسند أحمد: 16/4.
[3] صحيح مسلم: 27.
[4] صحيح البخاري: 99.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿إِلَّا مَن شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾ [1] ﴿فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ﴾ [2]

کہ سب سے پہلے لا الہ الا اللہ کا علم حاصل کرو اور اس کے بعد صرف ایک دفعہ اپنے گناہوں سے توبہ کرلو، اللہ تعالیٰ اس ترتیب سے ایک لمحے کے اندر تمھارے سو سال کے گناہ معاف کردے گا۔ پس توحید کی اساس اور بنیاد چاہیے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب التوحید پر اپنے اس علمی سفر کا اختتام فرمایا ہے۔ اور یہ تنبیہ کی ہے کہ بہرحال تمھارا عمر کا آخری حصہ توحید پر قائم ہونا ضروری ہے۔ ((إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيمِ)) [3] سارے اعمال کا جو مدار ہے وہ انسان کے خاتمے پر ہے۔ اور خاتمہ اگر پورے علم اور معرفت کے ساتھ اللہ کی توحید پر ہے تو یہ کامیابی کی سب سے قوی اساس ہے۔ کتاب التوحید کا موضوع توحید کی ایک خاص قسم ہے اور وہ ہے توحید اسماء وصفات۔

اقسامِ توحید اور ان کی معرفت

توحید کی تین قسمیں ہیں: ایک توحید ربوبیت، دوسری توحید الوہیت اور تیسری توحید اسماء وصفات۔ توحید ربوبیت تین چیزوں کا نام ہے، تین چیزوں کو کماحقہ ماننا یہ توحید ربوبیت ہے: 1۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے۔ 2۔ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا مالک ہے۔ 3۔ اللہ تعالیٰ ہی کا امر اور تصرف ان چیزوں پر قائم ہے۔ جو

---

1. الزخرف: 86/43.
2. محمد: 19/47.
3. صحيح البخاري: 6607.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حرکت اس کائنات میں ہو رہی ہے، وہ اللہ کے امر سے ہو رہی ہے اور ہوتی رہے گی۔ ان تین چیزوں کی معرفت، یہ توحید ربوبیت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ان میں کوئی شریک نہیں ہے۔ خالق اللہ ہے، مالک اللہ ہے۔ اللہ کے سوا کوئی ایک ذرے کا خالق نہیں۔ اور اللہ کے سوا کوئی ایک کھجور تو کیا اس کی گٹھلی اور گٹھلی تو کیا اس کے اندر باریک سا چھلکا ہوتا ہے، اس کا بھی مالک نہیں ہے۔ جن کو اللہ کے سوا تم پکارتے ہو وہ ایک مکھی نہیں بنا سکتے۔ بلکہ کوئی مکھی اگر ان کی کوئی چیز لے اڑے، اسے چھڑا نہیں سکتے۔ انھیں معلوم نہیں کہ وہ کتنا جئیں گے، کب مریں گے، کب اٹھیں گے۔ تو اللہ رب العزت ہی خالق اور مالک ہے اور دنیا میں بھی اور قیامت کے دن بھی اسی کا امر چلتا ہے۔

اس کے امر کی تین قسمیں ہیں: ایک امر شرعی ہے، جیسے

﴿وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ﴾ [1]، ﴿فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ [2]

یہ سب احکام شرعیہ اللہ ہی کے اختیار میں ہیں۔ کسی غیر اللہ کو ایک سوئی کی نوک کے برابر بھی شریعت میں دخل اندازی کا حق حاصل نہیں ہے۔ دوسری قسم امر قدری و کونی ہے۔ یعنی تقدیر کے سارے احکام اللہ کے پاس ہیں، اللہ نے ہر بندے کی، ہر مخلوق کی تقدیر لکھی ہے۔ اور کوئی مخلوق ایک ذرے کے برابر بھی اس امر قدری و کونی میں کوئی اختیار نہیں رکھتی۔ اور تیسری قسم امر جزائی کی ہے کہ قیامت کے دن فیصلے بھی اللہ نے کرنے ہیں۔ یہ سارے فیصلے اللہ کے پاس ہیں۔ پوری

---

[1] البقرۃ: 43/2۔ [2] محمد: 19/47۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کائنات کے فیصلے وہی فرمائے گا۔ ان تینوں اوامر میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہے۔ یہ سب توحید ربوبیت ہے۔ اور اس کی کچھ باتیں توحید الوہیت سے منسلک ہیں۔

اور دوسری قسم توحید الوہیت ہے، اس کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی معبود حق ہے۔ باقی سارے معبود باطل ہیں۔ کچھ زندہ، کچھ مردہ، حجر اور شجر اور کسی نے فرشتوں کو پکارا اور کسی نے جنوں کو پکارا، یہ سب باطل ہیں۔ معبود حق صرف ایک اللہ ہے۔ ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ﴾ [1] کہ اپنے پروردگار کی عبادت کرو جو تمھارا خالق ہے۔ یہ توحید الوہیت ہے۔

تیسری قسم توحید اسماء وصفات ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیارے نام اور اس کی صفات۔ امام بخاری رحمہ اللہ کے دور میں گمراہ فرقوں نے زیادہ تر انحراف، توحید کی تیسری قسم توحید اسماء وصفات میں پیدا کیا تھا۔ اس لیے اس کتاب التوحید کا پورا موضوع اللہ رب العزت کے اسماء وصفات ہیں۔ کیونکہ اس دور میں بہت سے گمراہ فرقوں نے اس قسم میں الحاد، انحراف اور دجل وفریب قائم کر دیا تھا۔

اسماء وصفات سے متعلق اہل الحدیث کا موقف

سب سے پہلے آپ سن لیں کہ اسماء وصفات کی توحید کے بارے میں ہم اہل الحدیث کا موقف کیا ہے؟ ہم اہل الحدیث کا موقف اور عقیدہ، اسماء وصفات کے تعلق سے دو نکتوں، دو چیزوں اور دو ستونوں پر قائم ہے۔ ایک ستون ہے اثبات، ثابت کرنا۔ دوسرا ہے تنزیہ، یعنی کسی کو پاک کرنا، نفی کرنا اور انکار کرنا۔ یہ دو ستون ہیں توحید اسماء وصفات کے۔ اثبات کا معنی یہ ہے کہ ہر کمال کی خوبی اللہ کے لیے

[1] البقرۃ: 21/2.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ثابت ہے۔ ہر وہ صفت جس میں کمال ہے وہ اللہ پاک کے لیے ثابت ہے۔ اس کو ثابت کرنا ہمارا عقیدہ ہے۔ وہ تمام صفاتِ کمال جو اللہ تعالیٰ نے خود یا اس کے رسول نے بیان فرما دی ہیں، ہمارا اس پر ایمان ہے۔ یہ ہے توحید اثبات۔ تنزیہ کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر نقص اور عیب سے پاک ہے۔ اس کی کسی صفت میں کوئی نقص نہیں ہے، کوئی عیب اور کمی نہیں ہے۔ یہ توحید اسماء وصفات کے دو ستون ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے اسماء وصفات پر ایمان لانے کے لیے دو حکم دیے ہیں:

﴿وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا ۖ وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ ۚ﴾ [1]

دو حکم ہیں ایک ﴿فَادْعُوهُ﴾ کہ اللہ تعالیٰ کو ان ناموں کے ساتھ پکارو جو اللہ کے لیے کتاب و سنت میں ثابت ہیں۔ سارے نام اور ساری صفاتِ کمال کے ساتھ پکارو۔ یہ پہلا حکم ہے۔ اور دوسرا ان لوگوں کو چھوڑ دو جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے ناموں میں الحاد کھڑا کیا۔ یہ بھی حکم ہے۔ معنی اللہ رب العزت کی صفاتِ کمال کو پہچاننا ضروری ہے تاکہ اس کو پکارا جا سکے اور ملحدین کے الحاد کی معرفت بھی ضروری ہے تاکہ ان کو چھوڑا جا سکے۔ دونوں حکم ہیں۔ ان ناموں کے ساتھ پکارو جو ثابت ہیں اور جو ملحدین ہیں ان کو چھوڑ دو۔ تو چھوڑنا تبھی ممکن ہوگا جب ان کو پہچانا جائے۔

اسماء وصفات سے متعلق ملحدین کا نظریہ

اب توحید اسماء وصفات کے دو ستون ہیں ایک اثبات دوسرا تنزیہ، ان دونوں

[1] الأعراف: 180/7.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ستونوں میں ملحدین کا الحاد کیا ہے؟ انھوں نے کس طرح الحاد کیا؟ کچھ لوگوں نے ستونِ اثبات کو لیا، یعنی جو نام اللہ کے لیے ثابت ہیں ان کو لیا اور مانا لیکن مانا تشبیہ کے ساتھ۔ یہ ساری صفات برحق ہیں اور ہمارا ان پر ایمان ہے مگر یہ ساری صفات مخلوق کی صفات کے مشابہ ہیں۔ یہ ایک الحاد ہے۔ ان کے مغالطے کی اساس کیا ہے؟ اساس یہ ہے کہ لفظی اشتراک ہے۔ اللہ تعالیٰ سمیع ہے، سنتا ہے۔ انسان بھی سنتا ہے۔ تشبیہ قائم ہوگئی۔ حالانکہ وہ ایک قطعی نص سے غافل ہو گئے۔ اللہ پاک کا فرمان ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ [1] اس جیسی کوئی چیز نہیں۔ وہ تشبیہ سے پاک ہے، اس کی ذات بھی، اس کی صفات بھی اور اس کے افعال بھی۔ مگر وہ تشبیہ کے قائل بن گئے۔ یہ ایک الحاد کی صورت ہے۔ کتنا بڑا کفر کہ وہ خالق کی صفات کو مخلوق کی صفات کے مشابہ قرار دیتے ہیں۔ بھلا کوئی تشبیہ بنتی ہے؟ خالق کہاں اور مخلوق کہاں!

خالق کی صفات مخلوق کے مشابہ نہیں

مخلوقات کی ذاتیں آپس میں نہیں مل پاتیں۔ ایک ہاتھی کی ذات ہے اور ایک چیونٹی کی ذات ہے۔ دونوں مخلوق ہیں، کیا ہاتھی اور چیونٹی مشابہ ہیں؟ حالانکہ دونوں مخلوق ہیں، لیکن ان کی صفات مشابہ نہیں ہیں، مثلاً یوں کہا جائے: ہاتھی کی ٹانگ، یہ ہاتھی کی صفت ہے اور چیونٹی کی ٹانگ یہ چیونٹی کی صفت ہے۔ کیا دونوں صفات مشابہ ہیں۔ حالانکہ لفظی اشتراک موجود ہے۔ ٹانگ دونوں کی ہے لیکن

[1] الشوریٰ 11/42.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشابہت نہیں ہے۔ آپ نے سوئچ آن کیا، بتی جل گئی۔ اس کی روشنی موجود ہے۔ اس بتی کا نور موجود ہے۔ اور دن میں سورج کا نور۔ نور یہ بھی ہے اور نور وہ بھی ہے۔ لفظی اشتراک ہے۔ کیا آپ کی اس بتی کا نور اور سورج کا نور برابر ہے؟ مخلوقات میں تشبیہ نہیں تو خالق ومخلوق کیسے مشابہ ہو سکتے ہیں؟ اس لیے ہم اہل الحدیث کا اثبات کے تعلق سے موقف ہے ((إِثْبَاتٌ بِلَا تَشْبِيهٍ)) اور ملحدین کا الحاد ہے ((إِثْبَاتٌ بِتَشْبِيهٍ)) ہمارا عقیدہ اثبات بلا تشبیہ ہے کہ اللہ رب العزت کی ساری صفات جو کتاب وسنت میں موجود ہیں، ثابت ہیں، ہمارا ان پر ایمان ہے اور ایمان ایسا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی صفت میں مخلوق کی کسی صفت کے مشابہ نہیں ہے۔ کیوں نہیں ہے؟ ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ [1] اس جیسی کوئی چیز نہیں ہے۔ یہاں پر ہم نے اثبات کے تعلق سے صحیح عقیدہ پہچان لیا اور ایک گمراہ فرقے کا الحاد بھی پہچان لیا۔ ہمارا عقیدہ کیا ہے؟ اثبات بلا تشبیہ کہ اللہ رب العزت کی ساری صفات جو کتاب وسنت میں ثابت ہیں، وہ برحق ہیں، ہمارا ان پر ایمان ہے اور کسی صفت میں ہمارا پروردگار مخلوقات کی کسی صفت کے مشابہ نہیں ہے۔ اور یہ رد ہے مُشَبِّهَه پر جو تشبیہ کے قائل ہیں۔ یہ ان کا الحاد ہے، ہم ان کا انکار کرتے ہیں، اس گمراہ فرقے کو چھوڑتے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ملحدین کو چھوڑ دو۔ ہم ان کو چھوڑتے ہیں۔ ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں۔

---

[1] الشوریٰ 11/42۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صفاتِ الٰہیہ عیوب سے پاک ہیں

دوسرا استون تنزیہ کا ہے۔ تنزیہ کا معنی ہے کہ اللہ رب العزت ہر نقص اور عیب سے پاک ہے۔ ہم تنزیہ کے قائل ہیں۔ اس کی ذات اور صفات میں کوئی نقص اور کوئی عیب نہیں ہے۔ اور اس کو نقص اور عیب سے پاک قرار دینے کا ادب یہ ہے کہ ایک تو اس عیب کی نفی کریں اور دوسرا اس عیب کے مقابلے میں جو صفت کمال بنتی ہے، اس کو ثابت کریں۔ اللہ کی ذات کے بارے میں یہ حسن ادب ہے، مثلاً: ﴿وَ لَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا﴾ [1] تیرا پروردگار کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ ظلم کرنا عیب ہے۔ حدیث قدسی ہے:

((يَا عِبَادِي! إِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوا)) [2]

اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کر دیا۔ ظلم اللہ نے حرام کیوں کیا، اس لیے کہ ظلم صفت مدح نہیں ہے بلکہ صفت مذمت ہے، صفت عیب ہے۔ اللہ رب العزت ہر مذمت اور ہر عیب سے پاک ہے۔ ہمارا یہ ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ظلم نہیں کرتا۔ اور اس صفت کی نفی کا ادب یہ ہے کہ جو صفت کمال اس کے مقابلے میں ہے، اس پر ہم ایمان کا ذکر کریں۔ ظلم کے مقابلے میں عدل ہے۔ اب پورا عقیدہ یوں بنے گا کہ اللہ تعالیٰ ظلم نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ عدل ہی کرتا ہے۔ یہ ادب ہے صفات عیب کی نفی کا۔ اللہ تعالیٰ کو موت نہیں آتی اور موت کے مقابلے

[1] الکھف: 49/18. [2] صحیح مسلم: 2577.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں حیات ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ کے لیے دائمی حیات ہے۔ یعنی ایسی حیات جو ہر نقص اور ہر عیب سے پاک ہے۔ یہ تنزیہ ہے کہ صفات نقص سے اللہ تعالیٰ کو پاک کرنا۔ تنزیہ میں بھی بہت سے گمراہ فرقوں نے الحاد داخل کر دیا۔

ملحدین کے الحاد کی صورتیں

چونکہ انھیں چھوڑنے کا حکم ہے تو انھیں پہچاننا ضروری ہے کہ تنزیہ میں گمراہ جماعتوں نے، فرقوں نے کس طرح الحاد کھڑا کیا؟ اس میں پہلا فرقہ جہمیہ کا ہے۔ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی تنزیہ کرنا چاہی، لیکن تنزیہ کرتے کرتے اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کا انکار کر بیٹھے۔ ان کا عذر یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو اگر مان لیں جیسے مُشَبِّهَه نے مانا تو تشبیہ لازم آئے گی۔ لہٰذا تشبیہ کے عذر سے بچاؤ کے لیے صفات کا انکار ہی کر دو۔ ذات موجود ہے لیکن بغیر صفات کے۔ ذات پر ایمان ہے صفات پر ایمان نہیں ہے۔ صفات اگر مان لیں تو تشبیہ لازم آئے گی۔ جب انھوں نے تنزیہ کا پہلو اختیار کیا تو تنزیہ میں تعطیل پیدا کر دی، یعنی اللہ رب العزت کی صفات کا انکار کر دیا۔ کوئی ان سے پوچھے کہ ذات تو صفات کے ساتھ بنتی ہے۔ ذات کی تکمیل صفات کے ساتھ ہے۔ اگر صفات نہیں مانو گے تو ذات پر ایمان کیسے ثابت ہوگا؟ اور ذات کو کیسے مانو گے؟ ہر ذات صفات کے ساتھ ہی ہے۔ آپ دیکھ لیں! ہر ذات کو لے لیں، ہر ذات صفت کے ساتھ ہے۔ اپنی صفات کے ساتھ بنتی ہے۔ بقول حماد بن زید رحمہ اللہ کہ کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ میرے گھر کے صحن میں کھجور کا درخت ہے۔ اب یہ جہمیہ کی مثال ہے۔ میرے گھر کے صحن میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کھجور کا درخت ہے۔ اس سے سوال کرو: اس کا پھل کیسا ہے؟ تو جواب دیتا ہے کہ پھل اس کا نہیں ہے۔ پتے کیسے ہیں؟ پتے بھی نہیں ہیں۔ تنا کیسا ہے؟ تنا بھی اس کا نہیں ہے۔ جڑیں کیسی ہیں؟ جڑیں بھی نہیں ہیں۔ تو کیا تیرے گھر میں کچھ بھی نہیں ہے۔ کھجور کے درخت کی ذات اس کی صفات کے ساتھ ہے۔ اس کا پھل ہے، اس کے پتے ہیں، تنا ہے، جڑیں ہیں۔ یہ اس درخت کی صفات ہیں۔ اگر صفات موجود نہیں بلکہ معدوم ہیں تو ذات کیسے بنے گی؟ وہ کہتے ہیں: صفات کو اگر مان لیں تو تشبیہ لازم آئے گی۔ تو یہ تشبیہ کا عذر تو ذات میں بھی ہے۔ نہیں، ذات کو ہم بغیر تشبیہ کے مانتے ہیں۔ بھئی، اگر تم نے ذات کو بغیر تشبیہ کے مانا تو ایسے ہی صفات کو بھی بغیر تشبیہ کے مان لو۔ سارے عذر ختم ہو جائیں گے۔ ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ [1] اس کی ذات، صفات اور اس کے افعال، یہ سارے کے سارے تمثیل اور تشبیہ سے پاک ہیں۔ تو بات بالکل واضح ہے۔ یہ ایک الحاد کی شکل ہے۔ انھوں نے تنزیہ کا راستہ اختیار کیا، اثبات کا انھوں نے انکار کیا اور اللہ کی تنزیہ کرنا چاہی لیکن تنزیہ کرتے کرتے وہ تعطیل کر بیٹھے اور اللہ کی ساری صفات اور سارے افعال کا انکار کر دیا۔

دوسرا گمراہ فرقہ معتزلہ کا ہے۔ انھوں نے جہمیہ کی طرح یہی عقیدہ اختیار کیا۔ ذات کو مانا اور ایک قدم آگے بڑھے، صفات کے الفاظ کو مان لیا، لیکن الفاظ کے معانی کو نہیں مانا۔ الفاظ اس لیے مان لیے کہ کتاب و سنت میں موجود ہیں۔ سمیع

---

[1] الشوریٰ 11/42.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہونا، بصیر ہونا، رحمن ہونا، رحیم ہونا، حیی و قیوم ہونا، یہ کتاب و سنت میں موجود ہے۔ الفاظ پر ایمان ہے لیکن کسی لفظ کا معنی معلوم نہیں ہے۔ کسی لفظ کا معنی نہیں ہے۔ ہر اسم بغیر صفت کے لیا، یہ بھی تعطیل ہے۔ جب معنی معلوم نہیں ہے تو صفات کو ذکر کرنے کا معنی کیا؟ اور صفات کے ساتھ ہمارا تعلق کیا بنے گا؟ ایک عبادت کرنے والے کو معلوم ہی نہیں کہ جس پروردگار سے میں محبت کرتا ہوں، وہ مجھ سے محبت نہیں کرتا تو عبادت کیا کرے گا؟ ایک استغفار کرنے والے کو معلوم ہی نہیں کہ جس ذات کے سامنے میں گڑگڑا کر توبہ کر رہا ہوں وہ غفار ہے ہی نہیں، بخشنے والا ہے ہی نہیں تو توبہ کیا کرے گا؟ تو ان صفات کے معانی اگر معلوم نہیں ہیں تو ان صفات کے ذکر کا مقصد کیا ہے؟ انھوں نے راستہ تنزیہ کا لیا لیکن تنزیہ میں تعطیل ہے۔ ہم اہل الحدیث کا موقف یہ ہے کہ ہمارا اثبات بغیر تشبیہ کے ہے اور ہماری تنزیہ بلا تعطیل ہے۔ اثبات بلا تشبیہ اور تنزیہ بلا تعطیل یہ توحید اسماء و صفات میں اس عقیدے کے دو ستون ہیں۔

تیسرا ایک اور فرقہ ہے: اشاعرہ ماتریدیہ۔ ہمارے اکثر احناف بھائی اسی عقیدے کے حاملین ہیں، اشعری یا ماتریدی۔ انھوں نے انکار کا راستہ نہیں لیا بلکہ تاویل کا راستہ لیا۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء کو مانا، صفات کو مانا لیکن صفات میں سے اکثر صفات کا معنی وہ نہیں لیا جو ظاہر کتاب و سنت پر محمول ہوتا ہے بلکہ وہ معنی لیا جو ان کی اپنی مرضی، اپنے مذہب اور اپنے مذہب کے تقاضوں کے مطابق ہے۔ اس کو وہ تاویل کا نام دیتے ہیں۔ مجھے اس سے اختلاف ہے۔ میں اشاعرہ اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ماتریدیہ کے معانی کو تاویل نہیں کہتا کہ تاویل کی کچھ اساس ہوتی ہے۔ میں اس تاویل کو تحریف کہتا ہوں، معنوی تحریف۔

تاویل کی کچھ اساس ہوتی ہے، کچھ بنیاد، کچھ قرینہ، یہ ساری تاویلیں بغیر قرینے کے ہیں۔ ساری تاویلیں کسی قرینے پر قائم نہیں ہیں۔ بلکہ اکثر تاویلیں وہ ہیں جو خالق اور مالک کی توہین کے مترادف ہیں، بطور مثال صفت استوا ہے۔ قرآن کہتا ہے: ﴿ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ﴾ [1] رحمن عرش پر مستوی ہے۔ استویٰ علی العرش، اس کا معنی کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ عرش پر چڑھ گیا۔ استواء کا ظاہری معنی کلام عرب میں ارتفاع اور علو ہے۔ اللہ کا عرش اوپر ہے اور اللہ عرش پر مستوی ہو گیا، معنی عرش پر چڑھ گیا۔ ارتفاع اور علو کی صفت ثابت ہو گئی۔ اب یہاں کچھ لوگوں پر کئی قیامتیں ٹوٹ پڑیں کہ اللہ تعالیٰ کی اگر صفتِ علو کو مان لیا، صفت ارتفاع کو مان لیا تو ایک چیز اس سے ثابت ہو جائے گی اور وہ ہے جہت کہ اللہ تعالیٰ کے لیے جہت ہے۔ وہ ایک جہت کے اندر محصور ہے، لہٰذا اپنے اس قائم کردہ محذور (ڈرنے والی حد) کی بنا پر اس معنی کا انکار کر دیا۔ تو پھر استوا کا کیا کرو گے؟ کلام عرب میں استوا چڑھنے اور بلند ہونے کے معنی میں ہے۔ اس کا کیا کرو گے؟ اس کی تاویل کریں گے۔ یہاں استوا بمعنی استعلاء ہے، بمعنی غلبہ۔ استوا کا معنی استعلاء اور غلبہ اس کا معنی ظاہر ہے؟

---

[1] طٰہٰ: 5/20.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہر صفت کا ظاہری معنی

اسماء وصفات کے عقیدے میں یہ ایک بات نوٹ کرلو کہ ہر صفت اور ہر اسم کا ظاہری معنی مراد ہوگا الا یہ کہ کوئی قرینہ آجائے۔ اور قرینہ بھی شرعی ہو جو اس معنی سے صارف ہو۔ پھر اس قرینے کو دیکھا جائے گا۔ لیکن ہر نام، ہر صفت ظاہر معنی کے ساتھ ہے اور استوا کا معنی استعلاء اور غلبہ، یہ ظاہر معنی نہیں ہے۔ یہ تاویل ہے اور تاویل بھی نہیں بلکہ تحریف ہے۔ رحمن عرش پر غالب آگیا۔ کلام عرب میں یہ معنی کہیں موجود نہیں۔ ایک مجہول شاعر کے ایک شعر کو دلیل کے طور پر ذکر کیا گیا جو قطعاً حجت نہیں۔

تاویل کا نتیجہ اللہ تعالیٰ کی توہین

یہ معنی اللہ تعالیٰ کی توہین پر منتج ہوتا ہے۔ اللہ عرش پر غالب آگیا۔ یہاں دو اشکال پیدا ہوتے ہیں جن کا جواب کوئی نہیں دے سکا۔ ایک اشکال یہ کہ اللہ تعالیٰ عرش پر غالب ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ عرش کے علاوہ کسی چیز پر غالب نہیں ہے۔ اگر کہو غالب ہے تو عرش کی تخصیص کا معنی کیا ہوا؟ اللہ نے اپنے غلبے کو عرش کے ساتھ مقید کیوں کردیا؟ پھر سب سے اوپر اللہ کی مخلوق عرش ہے اور سب سے نیچے اللہ کی مخلوق ساتویں زمین ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ صرف عرش پر غالب ہے اور ساتویں زمین پر غالب نہیں ہے؟ اس کا جواب اگر ہاں میں دیتے ہو کہ اللہ ساتویں زمین پر غالب ہے تو پھر عرش کی تخصیص کا معنی کیا ہوگا؟ اور اگر نفی میں دیتے ہو تو اللہ رب العزت کے غلبے کا انکار کفر ہے۔ کوئی اس کا جواب نہیں دے سکا۔ دوسرا اشکال یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ فلاں غالب آ گیا۔ یہ جملہ کب کہا جاتا ہے؟ جب ایک چیز کو حاصل کرنے کے لیے بہت سے لوگ کوشش کریں۔ چیز ایک ہے اور اس کے دعوے دار بہت ہیں اور سب کوشش کررہے ہیں، لڑ رہے ہیں، جھگڑ رہے ہیں۔ جھگڑا ہوتے ہوئے ایک سب پر غالب آجائے اور باقی سب مغلوب ہو جائیں تو کہا جاتا ہے کہ فلاں غالب آ گیا۔ اللہ تعالیٰ کے عرش پر غلبے کا کون خواہش مند تھا؟ نعوذ باللہ، کوئی اللہ تعالیٰ کا مقابل تھا؟ کوئی مخالف تھا، کوئی حریف تھا؟ کہ اس عرش کو حاصل کرنے میں جھگڑا کر رہا ہو۔ اللہ تعالیٰ کا معارض اور مخالف ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مات دے کر غلبہ حاصل کرلیا، بالکل نہیں۔ اور فلاں غالب آ گیا۔ یہ جملہ تبھی کہا جاتا ہے جب اس چیز کے حصول میں کئی لوگ کوشاں ہوں۔ اور یہ دونوں باتیں اللہ رب العزت کی توہین ہیں۔ تو ایک ایسی تاویل جو پروردگار کی توہین پر منتج ہو، وہ تاویل نہیں ہے، وہ تحریفِ معنوی ہے۔

اسماء وصفات پر کیسا ایمان ہو؟

ہم اہل الحدیث کا عقیدہ ان تاویلات سے پاک ہے۔ اور یہ بات یاد رکھو! اگر جہمیہ اور معتزلہ نے اللہ کی صفات کا انکار کیا تو تاویل کا یہ راستہ بھی انکار ہی ہے۔ ان لوگوں نے بظاہر مانا ضرور لیکن جو معنی ان صفات کا کیا چونکہ وہ معنی بنتا ہی نہیں، پھر وہ انکار ہی ہوگا۔ ماننا کب قابل قبول ہوگا؟ جب بالکل اللہ تعالیٰ کی منشا اور مراد کے مطابق مانا جائے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے:

((نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ مَاجَاءَ مِنَ اللّٰهِ عَلٰى مُرَادِ اللّٰهِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَنُؤْمِنُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ وَمَاجَاءَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ عَلٰى مُرَادِ رَسُوْلِ اللّٰهِ))

ہمارا اللہ پر ایمان ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ آیا، جو پیغام پہنچا اس پر بھی اللہ تعالیٰ کی مراد کے مطابق ایمان ہے۔ رسول اللہ ﷺ پر بھی ایمان ہے اور پیغمبر علیہ السلام کی طرف سے جو کچھ آیا، اس پر بھی ایمان ہے رسول اللہ ﷺ کی مراد کے مطابق۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ عیسائی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو مانتے ہیں، ماننا چاہیے وہ اللہ کے رسول ہیں۔ مگر وہ اپنی مراد کے مطابق مانتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نعوذ باللہ اللہ کے بیٹے ہیں۔ انھوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو مانا ضرور مگر مراد اللہ کی نہیں، اپنی مراد کے مطابق۔ تو یہ ماننا معتبر ہوگا؟ قابل قبول ہوگا؟ نہیں۔ ان کا یہ ماننا قابل قبول نہیں ہے۔ عزیر علیہ السلام کو یہودی مانتے ہیں۔ کس طرح؟ اپنی مراد کے مطابق۔ وہ کہتے ہیں: عزیر اللہ کا بیٹا ہے۔ عزیر علیہ السلام کو ضرور انھوں نے مانا مگر مراد اللہ کی نہیں، مراد اپنی ہے۔ تو کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ یہودی عزیر علیہ السلام کو مانتے ہیں۔ جس عزیر کو وہ اللہ کا بیٹا قرار دے کر مانتے ہیں، وہ اللہ کا بیٹا ہے ہی نہیں۔ تو ان کا یہ ایمان کیسے قابل قبول ہوگا۔ میرے سامنے یہ لوہے کا مائیک ہے۔ میں کہوں: میں اس کو مانتا ہوں لیکن لکڑی کا ہے۔ لکڑی کا تو ہے ہی نہیں۔ تو میں نے اس مائیک کو مانا؟ نہیں۔ جو اس کی صفت میں نے خود قائم کر لی وہ صفت اس کے اندر ہے ہی نہیں۔ تو پھر اشاعرہ اور ماتریدیہ کا جو موقف ہے جس کو وہ ماننا کہتے ہیں بصورت تاویل، چونکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی مراد کے خلاف ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا وہ ماننا معتبر نہیں ہے، یہ قابل قبول نہیں ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے: ہم اہل الحدیث کا عقیدہ اللہ رب العزت کے اسماء و صفات کے بارے میں دو ستونوں پر قائم ہے: ((إِثْبَاتٌ بِلَا تَشْبِيهٍ وَّ تَنْزِيهٌ بِلَا تَعْطِيلٍ)) اللہ رب العزت کی تمام صفات کمال جو کتاب وسنت میں ثابت ہیں، ہمارا ان پر ایمان ہے اور وہ بلا تشبیہ ہیں۔ کسی صفت میں خالق اپنی مخلوق کے مشابہ نہیں ہے۔ اور نہ کوئی مخلوق خالق کے مشابہ ہے۔ ہاں، اگر لفظی اشتراک ہے تو لفظی اشتراک صرف ہمارے فہم کے لیے ہے تاکہ ہم سمجھ جائیں۔ وہاں یہ کہا جائے گا کہ یہ لفظ اللہ کے لیے بھی ثابت ہے ہمارے لیے بھی۔ اللہ کے لیے کیسے؟ جیسے اللہ کے لائق ہے۔ ہمارے لیے کیسے؟ جیسے ہمارے لائق ہے۔ جیسے: ﴿وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا﴾ [1] اللہ سمیع اور بصیر ہے۔ انسانوں کے بارے میں بھی ہے: ﴿فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا﴾ [2] کہ ہم نے انسانوں کو بھی سمیع اور بصیر بنایا۔ یہ لفظی اشتراک ہے۔ سمیع کا لفظ اللہ تعالیٰ کے لیے بھی ہے اور بندوں کے لیے بھی۔ اللہ سمیع ہے، سنتا ہے، کیسے؟ جیسے اس کے لائق ہے۔ کیا اس کا سننا ہمارے جیسا ہے؟ نہیں۔ کیوں؟ اس لیے کہ ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ﴾ [3] اس جیسی کوئی چیز نہیں۔ ہمارا صفت سمع پر ایمان ہے۔ جیسا اس کے لائق ہے ویسا وہ سنتا ہے۔ اور اس کا سننا ایسا ہے کہ پہاڑ کی تہ میں کوئی چیونٹی چل رہی ہو، اللہ تعالیٰ اس

---

1. النسآء: 134/4.
2. الدھر: 2/76.
3. الشوریٰ: 11/42.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چیونٹی کے چلنے کی آواز کو عرش معلیٰ پر سنتا ہے۔ کیا ہمارا سننا ایسا ہے؟ یہ صرف لفظی اشتراک ہے ہمیں سمجھانے کے لیے تاکہ صفت سمع کو ہم سمجھ سکیں۔ باقی اللہ کا سننا جیسا اللہ کے لائق ہے۔ اور صفات باری تعالیٰ کے بارے میں ہمارا عقیدہ توقیف پر قائم ہے۔ جو خبر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے گی اس پر ایمان لاتے جاؤ۔ اور جو خبر اللہ کی طرف سے نہیں اس پر خاموش رہو۔ آگے صفت بصیر، اللہ دیکھتا بھی ہے۔ سنتا بھی ہے اور دیکھتا بھی ہے۔ لیکن سمع اور بصر میں ایک فرق ہے۔ بصیر کے بارے میں وضاحت موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ آنکھوں سے دیکھتا ہے لیکن سمیع کے بارے میں صراحت موجود نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کانوں سے سنتا ہے۔ اب یہ سارا مسئلہ توقیف پر قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ آنکھوں سے دیکھتا ہے، اس کا دیکھنا کیسا ہے؟ ہمیں معلوم نہیں۔ اس کی آنکھیں کیسی ہیں؟ ہمیں معلوم نہیں۔ جیسے اس کے لائق ہے ویسی ہیں۔ کیونکہ اس کی ہر صفت، صفت کمال ہے۔ کیا ہم جیسی ہیں؟ ہم جیسی نہیں ہیں کیونکہ وہ ذات تشبیہ سے پاک ہے۔ صفت سمع کے بارے میں یہ نہیں کہا جائے گا، کیونکہ کتاب وسنت میں کہیں موجود نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کس طرح سنتا ہے، اس کے کانوں کا ذکر نہیں ہے۔ اور نہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ کانوں سے سنتا ہے، نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ بغیر کانوں کے سنتا ہے۔ کیونکہ نہ کانوں کا اثبات ہے نہ ان کی نفی ہے۔ جو چیز ثابت ہے، اس کو مان لو اور جو چیز ثابت نہیں ہے، اس پر خاموش رہو۔ بصر میں عین (آنکھیں) ثابت ہے، اس کو مان لو اور سمع میں اذن (کان) ثابت نہیں ہے، اس پر خاموشی اختیار کر لو۔ اللہ تعالیٰ سنتا ہے۔ اس کا سننا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کمال ہے، اس میں کوئی نقص نہیں ہے۔ ہر صفت پر یہی قاعدہ لاگو ہوگا: ((إِثْبَاتٌ بِلَا تَشْبِيهٍ وَّ تَنْزِيهٌ بِلَا تَعْطِيلٍ)) دوسرے یہ کہ وہ صفاتِ نقص سے پاک ہے اور اس کا پاک ہونا تعطیل کے بغیر ہے۔ ہم جہمیہ اور معتزلہ کی طرح اس کی پاکی بیان نہیں کرتے کہ اس کی صفاتِ ثابتہ کا بھی انکار کر دیں۔ نہیں، ہمارے اثبات میں یہ عقیدہ کارفرما ہے کہ اس کا اثبات تشبیہ سے پاک ہے اور تنزیہ میں یہ عقیدہ کارفرما ہے کہ اس کی تنزیہ تعطیل سے پاک ہے۔

اسماء وصفات کی معرفت کی برکات

میرے دوستو اور بھائیو! ان دو بنیادوں کے ساتھ اسماء وصفات کی توحید کو سمجھو۔ آج جو علم مفقود ہوتا جا رہا ہے، اتنی اس کی قدر نہیں، اتنی اس کی معرفت نہیں۔ ہم نے قدرے تفصیل سے کچھ قواعد آپ کے سامنے رکھے ہیں تاکہ اس علم سے آپ کا تعلق ہو۔ اس تعلق کا فائدہ کیا ہے؟ فوائد میں بڑی طویل گفتگو ہو سکتی ہے لیکن وقت نہیں۔ صرف ایک مثال آپ کو دیتا ہوں کہ توحید اسماء وصفات کی صحیح معرفت کس قدر مفید، باعث برکت اور رحمت ہے اور کس قدر اجر کا باعث ہے۔

قرآن پاک کی چھوٹی سی سورت ہے، سورۂ اخلاص۔ اس کو سورۂ توحید بھی کہتے ہیں۔ یہ اللہ کی توحید کی سورت ہے۔ اس کے بڑے فضائل ہیں۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت سے ایک حدیث صحیح بخاری میں ہے۔ ایک شخص اپنے پڑوسی کی شکایت لے کر حاضر ہوا کہ رات میرے پڑوسی قتادہ بن نعمان نے تہجد پڑھی اور ان کی قراءت کی آواز میرے گھر میں آ رہی تھی۔ میں نے دیکھا کہ تہجد میں ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا قیام بڑا لمبا ہوتا تھا اور پورے قیام میں سورۂ فاتحہ کے بعد صرف ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ پڑھتے رہے۔ اور کچھ نہیں پڑھا۔ حالانکہ حافظ قرآن ہیں لیکن پوری تہجد کی نماز کے ہر قیام میں بار بار سورۂ اخلاص پڑھ رہے ہیں۔ وہ شخص ان کے اس عمل کو چھوٹا سمجھ رہا تھا۔ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ تمھیں معلوم نہیں ہے کہ سورۂ اخلاص ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔ ❶ یہ چھوٹی سی سورت ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔

دوسری حدیث، رسول اللہ ﷺ نے اپنے دور میں ایک سریہ (چھوٹا فوجی دستہ) بھیجا، ایک صحابی کو اس کا امیر بنا دیا۔ وہ صحابی اس مشن سے کامیاب لوٹا، لشکر واپس لوٹ آیا تو پیغمبر علیہ السلام نے اپنے ایک صحابی سے اس امیر کی رپورٹ مانگی کہ وہ کیسا امیر تھا، کس طرح قیادت کی۔ صحابی نے کہا کہ بہترین امیر، حتی کہ مشن کامیاب ہو گیا، مگر ایک چیز ہم نے نئی دیکھی کہ دورانِ سفر اس نے جب بھی جماعت کرائی تو نماز کی ہر رکعت میں قراءت کا اختتام سورۂ اخلاص سے کیا۔ یہ ہم نے ایک نئی چیز دیکھی۔ فرمایا: پوچھو اس نے ایسا کیوں کیا؟ پوچھا گیا۔ اس نے کہا: ((لِأَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمٰنِ)) اس لیے کہ یہ سورت اللہ رب العزت کی صفات پر مشتمل ہے اس لیے مجھے اس کا پڑھنا اچھا لگتا ہے۔ یہ محبت کی وجہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی صفات پر مشتمل ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ سے دو قسم کے جملے منقول ہیں۔ ایک یہ کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((أَنَّ اللّٰهَ يُحِبُّهُ)) ❷ اس نے اس سورت سے محبت کی، اسے بتا دو کہ وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بن چکا ہے۔ دوسرا جملہ یہ منقول ہے: ((حُبُّكَ

❶ صحيح البخاري: 7374. ❷ صحيح البخاري: 7375.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِيَّاهَا أَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ)) کہ اس سورت کی محبت نے تمھیں جنت میں داخل کردیا ہے۔❶ اس کی فضیلت میں احادیث بے شمار ہیں۔ تبھی تو پیغمبر علیہ السلام اکثر پڑھا کرتے تھے، ہر نماز کے بعد پڑھا کرتے۔ مغرب کے بعد تین بار پڑھتے۔ فجر کے بعد تین بار پڑھتے۔ صبح وشام کے اذکار میں اس سورت کی تلاوت کرتے۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ نے یہ نکتہ بیان کیا کہ پیغمبر علیہ السلام اپنے دن کا آغاز بھی سورۂ اخلاص سے کرتے اور دن کے کاموں کا اختتام بھی سورۂ اخلاص سے کرتے۔ چنانچہ فجر کی دو سنتوں میں پیغمبر علیہ السلام دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھا کرتے۔❷ اور فجر کی سنتیں یہ دن کا آغاز ہیں۔ اور وتر رات کی آخری نماز ہے۔ اور وتر کی تیسری رکعت میں پیغمبر علیہ السلام سورۂ اخلاص پڑھا کرتے تھے،❸ یعنی دن کا آغاز بھی سورۂ اخلاص کے ساتھ اور دن کا اختتام بھی سورۂ اخلاص کے ساتھ۔ اب سوال یہ ہے کہ اتنی فضیلت کیوں؟ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ کلام الرحمن ہے۔ یہ بات معلوم ہے۔ ﴿تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ﴾ بھی کلام الرحمن ہے۔ یہ بات معلوم ہے۔ یہ چھوٹی سی سورت ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔❹ سورۂ بقرہ ڈھائی پاروں کی سورت ایک تہائی قرآن کے برابر نہیں ہے۔ وہ بھی اللہ کا کلام ہے، یہ بھی اللہ کا کلام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کلام کی جو عمومی فضیلت ہے وہ حدیث میں موجود ہے کہ

---

❶ صحيح البخاري: 774م.
❷ صحيح مسلم: 726. ❸ سنن النسائي: 1732.
❹ صحيح البخاري: 5013، و صحيح مسلم: 811.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک حرف کی دس نیکیاں ملتی ہیں، لیکن سورۂ اخلاص کو یہ فضیلت کیوں حاصل ہے؟ کلام الرحمن وہ بھی ہے اور یہ بھی ہے۔ اس لحاظ سے دونوں کی فضیلت برابر ہے۔ ہر حرف کی دس نیکیاں۔ لیکن کچھ کلام ایسے ہیں جس کا مضمون دوسرے کلام سے اعلیٰ اور افضل ہے، چنانچہ سورۂ اخلاص کا جو مضمون ہے وہ ﴿تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ﴾ سے افضل اور اعلیٰ ہے۔ سورۂ اخلاص میں اللہ تعالیٰ کی توحید کا ذکر ہے۔

سورۂ اخلاص سے متعلق ایک اہم نکتہ

اور خاص طور پر جو میں سمجھا ہوں واللہ اعلم، اس سورت کی فضیلت کہ یہ ایک سورت ایک تہائی قرآن کے برابر ہے، اس لیے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی دو صفات ایسی ہیں جو پورے قرآن میں کہیں مذکور نہیں ہیں۔ ایک احد اور دوسری صمد۔ احد اور صمد، یہ دو صفات پورے قرآن میں کہیں مذکور نہیں ہیں۔ ہوسکتا ہے سورۂ اخلاص کے اس اجر کی اساس یہی ہو۔ وجہ کیا ہے؟ اس لیے کہ احد اور صمد یہ دو وہ خوبیاں اور صفات ہیں جن کا اطلاق اللہ تعالیٰ کی تمام صفات پر ہوتا ہے۔ ان دو صفات کا اجراء اللہ تعالیٰ کی تمام صفت پر ہوتا ہے۔ احد کا معنی اللہ ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی صفت یہ ہے کہ وہ ایک ہے۔ یہ سب سے اہم اللہ رب العزت کی صفت ہے کہ وہ ایک ہے۔

اللہ تعالیٰ کا حسنِ ادب

اس لیے ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو حسن ادب ہے وہ اس کی وحدانیت میں ہے، اس کے ایک ہونے میں ہے۔ لہٰذا اس ادب میں جملے بھی ہمیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایسے استعمال کرنے چاہئیں جن میں توحید کی خوشبو ہو، مثلاً: بعض لوگ کہتے ہیں: اللہ فرماتے ہیں۔ اللہ یوں کہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ ادب ہے۔ یہ ادب نہیں ہے۔ اللہ کا ادب جمع کے صیغے میں نہیں ہے۔ کیونکہ جمع کا صیغہ تعدد کا وہم پیدا کرتا ہے۔ اس کا ادب واحد کے صیغے میں ہے، اللہ فرماتا ہے۔ اللہ یوں کرتا ہے۔ اللہ نزول فرماتا ہے۔ واحد کے صیغے میں۔ کیونکہ جمع کے صیغے میں تعدد کی آمیزش ہے اور واحد کا صیغہ توحید میں صریح ہے۔ تو ایسا صیغہ اللہ کا ادب ہے جو توحید میں صریح ہو۔ احد اللہ تعالیٰ کی وہ صفت ہے جس کا اطلاق ساری صفات پر ہوتا ہے، مثلاً: صفت الرحیم، یعنی یہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو سمجھنے کا طریقہ اور اس کی صفات پر ایمان لانے کا ادب ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفت رحیم، صفت رحمت، اس کو ہم احد کے ساتھ کیسے مانیں؟ کہ اللہ رحمان ہے اور رحمن ہونے میں احد ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ رحیم ہے اور رحیم ہونے میں احد ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ سمیع ہے اور سمیع ہونے میں احد ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ بصیر ہے اور بصیر ہونے میں احد ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی طرح تمام صفات پر صفت احد کا اطلاق ہوتا ہے۔ اور یہ صفات کو ماننے کا طریقہ ہے۔ اور صفات پر ایمان لانے کا ادب ہے۔ صمد بھی اسی طرح ہے۔ صمد کے کئی معانی ہیں۔ ایک معنی جو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کمال میں کامل ہے۔ [1] کوئی نقص نہیں ہے۔ اور یہ صفت بھی ساری صفات پر قائم ہے۔ اللہ رحمن ہے اور رحمن

[1] تفسیر ابن کثیر، الاخلاص 112/2.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہونے میں کامل ہے۔ کیونکہ وہ صمد ہے۔ اللہ رحیم ہے اور رحیم ہونے میں کامل ہے، کوئی نقص نہیں ہے کیونکہ وہ صمد ہے۔

((اَلسَّيِّدُ الَّذِي قَدْ كَمُلَ فِي سُؤْدَدِهِ، وَالشَّرِيفُ الَّذِي قَدْ كَمُلَ فِي شَرَفِهِ، وَالْعَظِيمُ الَّذِي قَدْ كَمُلَ فِي عَظْمَتِهِ، وَالْحَلِيمُ الَّذِي قَدْ كَمُلَ فِي حِلْمِهِ، وَالْعَلِيمُ الَّذِي قَدْ كَمُلَ فِي عِلْمِهِ، وَالْحَكِيمُ الَّذِي قَدْ كَمُلَ فِي حِكْمَتِهِ))

یعنی اس صفت کا ساری صفات پر اجراء۔ اللہ حی ہے اور حی ہونے میں کامل ہے، کوئی نقص نہیں ہے۔ اللہ قیوم ہے، قیوم ہونے میں کامل ہے اور کوئی نقص نہیں ہے۔ یہ صفت صمد ہے۔ تو اس سورت میں واللہ اعلم، یہ بات سمجھ میں آ رہی ہے، اتنی فضیلت کیوں ہے؟ اس کو یہ خصوصیت کیوں حاصل ہے؟ ایک لائن کی سورت ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔ اس لیے کہ اس کا تعلق صفات الرحمن سے ہے اور اس سورت میں دو صفات ایسی ہیں جو کہیں مذکور نہیں اور وہ اتنی جامع ہیں کہ تمام صفات پر ان دو صفات کا اجرا اور اطلاق ہوتا ہے۔ اب ایک شخص سورۂ اخلاص پڑھتا ہے اور اسے ان معنوی گہرائیوں کا علم نہیں ہے، اس کا یہ پڑھنا اللہ تعالیٰ کے ہاں معتبر ہے یا نہیں ہے، ہم کچھ نہیں کہتے۔ لیکن ایک شخص سورت پڑھتا ہے اور اسے احد اور صمد ان دونوں صفات کی معنوی گہرائیوں کا علم ہے کہ احد کیا ہے؟ صمد کیا ہے؟ یہ دو صفات کتنی جامع ہیں اور کس طرح ساری صفات ان دو صفات پر قائم ہیں جب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ سب کچھ سوچ کر اور علم کے ساتھ، یقین اور معرفت کے ساتھ اس سورت کو پڑھے گا تو کس قدر وہ اللہ تعالیٰ کی محبت، اس کی رحمت اور اس کے فضل کو حاصل کرلے گا۔

معرفتِ الٰہی کی اہمیت

اور میں آپ کو بتادوں کہ توحیدِ معرفت عبادت پر بھاری ہے۔ یہ ممکن ہے کہ بیسیوں سال کی عبادت سے توحیدِ معرفت بڑھ جائے۔ توحیدِ معرفت کیا ہے؟ اللہ کی پہچان۔ اللہ کو پہچانو! اللہ تعالیٰ اپنے آپ کی پہچان کرانا چاہتا ہے۔

﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ؕ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا﴾ ❶

﴿لِتَعْلَمُوْۤا﴾ تاکہ تم کو علم حاصل ہو، تم جان لو۔ اللہ فرمارہا ہے کہ ہم نے سات آسمان بنائے، زمینیں بھی اتنی ہیں۔ آسمانوں اور زمینوں کے مابین اللہ کا امر نازل ہوتا ہے، اس کا حکم اترتا ہے۔ ہم اپنی صفات کا تعارف کیوں کرارہے ہیں؟ اپنا خالق ہونا اور مدبر ہونا، یہ تعارف کیوں پیش کررہے ہیں؟ تاکہ تم کو علم ہوجائے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور اللہ تعالیٰ نے ازروئے علم کے پوری کائنات کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ یہ معرفت ہے۔ بعض اوقات یہ معرفت سیکڑوں سال کی عبادت پر بھاری پڑسکتی ہے۔ تو یہ معرفت کیسے حاصل ہوگی؟ اللہ رب العزت کے اسماء اور

❶ الطلاق: 12/65.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صفات کی توحید کے بغیر کیا یہ معرفت حاصل ہو سکتی ہے؟ اور معرفت اگر صحیح حاصل ہو تو یہ اللہ کا فضل و کرم ہے۔ ورنہ ایک معاشرہ اللہ رب العزت کے تعلق سے صحیح علم پر قائم نہیں ہے۔ جہاں یہ لوگ خالق کو مخلوق کے مشابہ قرار دیں، جہاں پر لوگ کتاب و سنت میں خالق کی بیان شدہ صفات کا انکار کر دیں اور بقول عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے جہمیہ اور معتزلہ کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات جو کتاب و سنت نے بیان کیں، ان کی نفی کر دیں، ان کا انکار کر دیں اور اپنی مرضی کا خدا کھڑا کر دیں۔ یہ ان کا مقصد ہے۔ جو اللہ کی صفات قرآن اور حدیث میں ہیں ان کا انکار کر کے اپنی مرضی کا الٰہ کھڑا کر دیں، یہ ان کا مقصد ہے۔ تو جہاں کچھ لوگ، جو بہت تھوڑے ہیں، اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات کی صحیح معرفت حاصل کرتے ہیں، اس کے لیے کوشش کرتے ہیں، ان کا علم اس معرفت پر قائم ہے تو کتنے برگزیدہ لوگ ہیں۔ عبادت سے زیادہ اس معرفت کا اجر ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، بقیہ صحابہ عبادت میں برابر تھے۔ نبی علیہ السلام کے پیچھے سب نماز پڑھتے تھے۔ رات کو سب تہجد پڑھتے تھے، روزے رکھتے تھے، عمل میں برابر ہیں لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ صدیق کیوں بن گئے؟ اس امت کے سب سے افضل کیوں بن گئے؟ عبادت میں ہو سکتا ہے کئی صحابی ان سے زیادہ ہوں لیکن، اصل چیز معرفت ہے۔ اس علم اور معرفت میں ان کا کوئی مقابل اور ثانی نہیں ہے۔ تو اس لیے میں نے وضاحت سے کچھ یہ تفصیل عرض کر دی کہ اللہ رب العزت کی صفات کو پڑھو، سمجھو اور توحید کے علم کو حاصل کرو۔ یہ اسماء اور صفات توحید کی بنیاد ہیں، اور کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ میں اہل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الحدیث ہونے کے ناتے توحید میں کامل ہوں، نہیں۔ بحمد اللہ توحید کا فہم اساسی طور پر حاصل ہے لیکن ان گہرائیوں کے ساتھ اللہ رب العزت کی توحید کو پہچانو اور پڑھو۔ اس کا علم حاصل کرو۔ یہ معرفت بڑی برگزیدہ ہے۔ اور یہ علم اللہ کے قرب کا باعث بنے گا۔ ہر علم اپنے معلوم کے ساتھ معتبر ہے۔ کوئی علم افضل ہے، کوئی اعلیٰ، کوئی گھٹیا۔ اور ہر علم کی شان اس کے معلوم کے ساتھ ہے۔ ایک شخص کا علم جوتے جوڑنا تو اس کے علم کا معلوم جوتا ہے۔ ایک شخص ہے اس کا علم ایٹم بم ہے تو اس کے علم کا معلوم ایٹم بم ہے۔ اور یہ جو علم ہے اسماء وصفات کا، اس علم کا معلوم اللہ رب العزت ہے۔ تو کوئی علم اس کا مقابلہ کر سکتا ہے؟ اس لیے اس علم کو حاصل کرو، اس علم کے معلوم کو پہچانو۔

ایک بودے اعتراض کا ازالہ

یہ ہم درویشوں کی دعوت ہے، اللہ تک رسائی۔ لوگ تو آج ہمارا مذاق اڑاتے ہیں کہ چٹائیوں پر بیٹھنے والوں نے بس ایک ہی رٹ لگائی ہوئی ہے حلال وحرام اور توحید اور توحید۔ ہاں لوگ مذاق کرتے ہیں۔ دنیا چاند پر پہنچ گئی اور مریخ تک رسائی حاصل کرنے کے پروگرام ہیں، چاند پر جھنڈے گاڑ چکے ہیں اور مریخ تک گاڑنے جا رہے ہیں اور یہ لوگ ابھی تک توحید اور حلال وحرام، استنجا اور وضو کے مسائل میں الجھے ہوئے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ جو لوگ یہ باتیں کرتے ہیں وہ ذہنی طور پر پسماندہ اور قلاش ہیں۔ ایسے لوگوں پر رحم اور ترس کھانا چاہیے۔ جو چاند پر جانا چاہتے ہیں اور جا چکے ہیں اور مریخ تک رسائی حاصل کرنا چاہتے ہیں، تحقیقات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو رہی ہیں۔ اس کو ترقی کہا جا رہا ہے۔ ہاں! ہم درویشوں کے نزدیک یہ سارے کام فضول اور عبث ہیں۔ ٹھیک ہے چاند بہت اوپر ہے، مریخ اس سے اوپر ہے لیکن سب سے اوپر ہمارا پروردگار ہے۔ ہمارے علم کی رسائی چاند تک نہیں ہے، مریخ تک نہیں ہے، یہ علم کوتاہ ہے۔ ہمارے علم کی رسائی ہمارے پروردگار تک ہے۔ کوئی ہے اس کا مقابل؟ کھڑا کرے کوئی اس کا مقابل۔ یہاں مذاق کرنے والوں کا سارا علم دھرا کا دھرا رہ جائے گا۔ صور پھونکا جائے گا سارے کمپیوٹر، ساری ترقیاں، یہ ساری رصدگاہیں مٹی کا ڈھیر بن جائیں گی اور ایک ہی چیز باقی رہ جائے گی: ﴿وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَّسْئُولُونَ﴾ [1] اللہ پکارے گا: سب کو روک لو، میں نے سب سے سوال کرنے ہیں۔ پھر وہ سوال چاند کے بارے میں نہیں ہوگا، مریخ کے بارے میں نہیں ہوگا، کمپیوٹر کے بارے میں نہیں ہوگا، وہ سوال پروردگار کی توحید کے بارے میں ہوگا اور اللہ کے پیغمبر ﷺ کی سنت کے اتباع کے بارے میں ہوگا۔ پھر بتاؤ! ترس کھائے جانے کے قابل کون ہے؟ تمھارے علم کا معلوم کیا ہے؟ اور ہمارے علم کا معلوم کیا ہے؟ ہمارے علم کا معلوم ہمارا پروردگار ہے۔ اس کے اسماء ہیں، اس کی صفات ہیں۔ اور تمھارے علم کا معلوم ایک ایسا معلوم ہے جو دنیا تک محدود ہے۔ اس کی منفعتیں ہیں یا نہیں، ہم نہیں جانتے، لیکن اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک یہ ساری کوششیں عبث ہیں، بے کار ہیں۔ اس سے بہتر یہ ہے کہ ان چٹائیوں پر آؤ، اس علم کو حاصل کرو، اس علم کی بڑی شان اور

---

[1] الصّٰفّٰت: 24/37.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بڑے اونچے درجات ہیں۔

ایک فکری پہلو

یہاں جو دوسرا موضوع ہے وہ اس آخری کتاب میں امام بخاری رحمہ اللہ کا باب ہے۔ جو قرآن کی ایک آیت پر قائم ہے: باب قولہ تعالیٰ: ﴿وَ نَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ﴾ [1] اللہ فرماتا ہے کہ ہم قیامت کے حساب کے لیے عدل کے ترازو قائم کریں گے، اللہ اکبر۔ اس کو ذرا آنکھیں بند کر کے سوچو کہ پروردگار کے سامنے پیش ہونا ہے، اللہ تعالیٰ پہلے ہم سے باتیں کرے گا اور ہماری زندگی اور خاص طور پر جوانی کے ایک ایک لمحے کا سوال کرے گا۔ پوچھ گچھ ہوگی۔ پھر حساب یہیں پر ختم نہیں ہوگا۔ سوالات کے بعد اللہ تعالیٰ آگے بڑھا دے گا کہ ہم نے تمھارے اعمال تولنے کے لیے عدل کا میزان قائم کیا ہے۔

عدل اور انصاف میں فرق

حساب کتاب کے دو مرحلے ہیں: ایک ہے اعمال کی گنتی جو اللہ تعالیٰ نے پوری طرح عدل کی حجت قائم کرنی ہے۔ ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ [2] یوم جزا کا مالک ہے، اس نے جزا اور سزا میں عدل قائم کرنا ہے، انصاف نہیں عدل۔ انصاف اور عدل میں فرق ہے۔ انصاف نِصْفٌ سے ماخوذ ہے۔ نِصْفٌ کا معنی آدھا ہے۔ انصاف کا معنی یہ ہوتا ہے کہ دو شخص ایک چیز کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک روٹی کے بارے میں۔ ایک کہہ رہا ہے روٹی میری ہے۔

---

[1] الأنبیآء: 47/21. [2] الفاتحة: 4/1.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرا کہتا ہے: میری ہے۔ فیصلہ کسی شخص کے پاس چلا جائے کہ یہ روٹی ہے اس کا فیصلہ کر دو؟ وہ کہے کہ تم اختلاف نہ کرو آدھی تمھاری، آدھی تمھاری۔ یہ انصاف ہے۔ آدھا آدھا دے دینا اور دونوں کو خوش کر دینا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن انصاف نہیں کرے گا کہ آدھا آدھا دے کر راضی کر دے۔ اسے ایک ایک نیکی کا اور ایک ایک گناہ کا علم ہے۔ اس نے عدل قائم کرنا ہے۔

عدل کی مختلف صورتیں

عدل کے دو مرحلے ہیں: ایک اعمال کی گنتی، دوسرا اعمال کا وزن۔ گنتی کی صورتیں بہت سی ہیں، مثلاً: ایک صورت یہ کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے صحیفے کھول دے گا۔ فرشتوں نے تمھارے صحیفے تیار کر رکھے ہیں، تمھاری ایک ایک بات، ایک ایک عمل یہاں درج ہے۔ وہ صحیفے کھل جائیں گے۔ اعمال کی گنتی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ زبانوں پر مہر لگا دے گا۔ بندے کے اعضاء بولیں گے۔ آنکھیں بول رہی ہیں، کان بول رہے ہیں۔ ہاتھ اور پاؤں بول رہے ہیں۔ یہ سب اعمال کی گواہی دیں گے۔ یہ بھی اعمال کی گنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ زمین سے کہے گا: تو بول، سارے راز اگل دے، تو بندے کی راز دان ہے، بندے نے ساری زندگی تجھ پر گزاری ہے۔ ﴿يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا﴾ [1] زمین اپنی خبریں بیان کر دے گی۔ اعمال سامنے آ رہے ہیں۔ ﴿كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّ شَهِيدٌ﴾ [2] ہر شخص آئے گا اور اس پر دو فرشتے مامور ہوں گے: ایک سائق اور ایک شہید۔ سائق کی ڈیوٹی کیا ہوگی؟ اس

---

❶ الزلزال: 4/99. ❷ ق: 21/50.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو ہانکتا ہوا اللہ کے سامنے کھڑا کر دے گا اور شہید کی ڈیوٹی کیا ہوگی؟ جب وہ ہانکا جا رہا ہوگا تو اس کے اعمال کی گواہی دیتا ہوا آئے گا کہ یہ شخص جو پیش ہونے جا رہا ہے اس کے اعمال ایسے، اس کی کرتوتیں ایسی اور اس کا کردار ایسا تھا۔ گواہی دیتا ہوا آئے گا۔ یہ سارے کام پہلے مرحلے سے متعلق ہیں، یعنی اعمال کی گنتی۔ اب بندہ اللہ کے سامنے کھڑا ہوگا۔ نبی ﷺ کی حدیث ہے:

((لَا تَزُولُ قَدَمَا ابْنِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ عِنْدِ رَبِّهِ حَتّٰى يُسْأَلَ عَنْ خَمْسٍ))

کسی بندے کے قدم اللہ تعالیٰ کی عدالت سے ایک بال کے برابر بھی نہ ہل سکیں گے جب تک اللہ تعالیٰ کے پانچ سوالوں کے جواب نہ دے دے۔ ایک پوری زندگی کے بارے میں کہ کہاں گزاری، دوسرا جوانی کے بارے میں کہ جوانی کہاں بوسیدہ کی اور تیسرا مال کے بارے میں کہ کہاں سے کمایا۔ اور چوتھا بھی مال کے بارے میں کہ کہاں خرچ کیا۔ اور پانچواں علم کے بارے میں، اس علم کے برابر اپنا عمل پیش کرو۔ [1] یہ اعمال کی گنتی ہے۔ ان سب سے فارغ ہونے کے بعد یہ فرمان قائم ہے: ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ﴾ [2] ہم قیامت کے حساب کے لیے عدل کا میزان بھی قائم کریں گے۔ اب یہ حساب کی دوسری نوعیت ہے۔ پہلے اعمال کی گنتی ہو رہی ہے۔ نمازیں پوری ہیں یا نہیں، زکاۃ پوری ہے یا نہیں، حج ادا کیا یا نہیں، روزے پورے رکھے یا نہیں رکھے، گناہ کتنے کیے۔ یہ

---

[1] جامع الترمذي: 2416. [2] الأنبياء: 21/47.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اعمال کی گنتی ہے۔

معیار اور مقدار دونوں چیک ہوں گے

اب نیا مرحلہ ان اعمال کو تولا جا رہا ہے۔ کیونکہ کسی بھی چیز کے بارے میں دو بنیادیں ہوتی ہیں: ایک اس کی مقدار، دوسرا اس کا معیار۔ اگر مقدار میں کمی ہو تو وہ قابل قبول نہیں ہوتی۔ مقدار اگر پوری ہو اور معیار میں کمی ہو تو وہ بھی قابل قبول نہیں ہوتی۔ بعض پٹرول پمپوں پر لکھا ہوتا ہے کہ معیار اور مقدار کی ضمانت کے ساتھ، یعنی کانٹا بھی پورا ہے اور معیار بھی درست ہے، اس میں کوئی ملاوٹ نہیں۔ اگر پٹرول کا کانٹا غلط ہو، آپ وہاں سے پٹرول لینا گوارا نہیں کریں گے۔ اور اگر کانٹا درست ہو لیکن پٹرول میں ملاوٹ ہو تو آپ وہاں سے پٹرول لینا قبول نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اعمال کے تعلق سے ان دونوعیتوں کا حساب لے گا۔ پہلے مقدار کی کہ عمل کی مقدار پوری ہے یا نہیں۔ اس کے بعد عمل کا معیار چیک کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ میزان قائم کردے گا۔ اس کے دو پلڑے ہیں اور ایک اس کی زبان، یعنی اس کا کانٹا جو وزن کو سیدھا کرے گا۔

عمل تولے جانے کی مختلف صورتیں

تولنے کا معنی کیا ہے؟ تولنے کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اعمال کا معیار جاننا چاہتا ہے۔ کیونکہ دین اسلام میں صرف عمل کی گنتی کافی نہیں۔ بلکہ عمل کی قبولیت کے تعلق سے بہت سے معیار اور بہت سی کسوٹیاں ہیں جنھیں ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے، مثلاً: ایک کسوٹی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ عمل قبول کرے گا جو عمل اخلاص کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساتھ ہو، قرآن پاک کہتا ہے:

﴿وَمَآ أُمِرُوٓا۟ إِلَّا لِيَعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ﴾ ❶

اور پیغمبر علیہ السلام کی حدیث ہے کہ

((إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَ إِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰى)) ❷

سارے اعمال کی صحت اور قبولیت نیت پر ہے۔ تو ہر شخص کو اس کے عمل سے کیا ملے گا؟ جو وہ نیت کرے گا۔ عمل چھوٹا ہو، بڑا ہو اس کی نیت پر موقوف ہے۔ حدیث میں ہجرت کی مثال ہے۔ کوئی بندہ اللہ کے لیے ہجرت کرے، اس کو اس کا اجر ملے گا اور کوئی ہجرت کر رہا ہے دنیا کے لیے، اس کو کوئی ثواب اور کوئی اجر نہیں ملے گا، حالانکہ عمل برابر ہے۔ دونوں نے گھر کو چھوڑا اور وطن کو چھوڑا، ایک مخصوص مقام پر گئے، دونوں کا چلنا برابر ہے، چھوڑنا برابر ہے، وہاں پہنچنا برابر ہے، لیکن ایک کا عمل مقبول ہے اور ایک کا مردود۔ جس کا مقبول ہے اس کا مقبول ہونا اس کی نیت کے اخلاص کی بنا پر ہے اور جس کا مردود ہے وہ اس لیے مردود ہے کہ وہ مخلص نہیں تھا، ریا کار تھا، دنیا دار تھا۔ حدیث میں مجاہد کی مثال آتی ہے۔

((رُبَّ قَتِيلٍ بَيْنَ الصَّفَّيْنِ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِنِيَّتِهِ)) ❸

ایک شخص مقتول ہو کر گر پڑا دو صفوں کے بیچ میں ایک اسلام کی صف، دوسری کفار کی صف۔ معنی یہ شخص صف اول کا مجاہد تھا۔ وہیں ڈٹ کر کھڑا رہا، بھاگا نہیں،

❶ البينة: 98/5.

❷ صحيح البخاري: 1. ❸ ضعيف الجامع: 1404.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہیں کھڑا رہا، لڑتا رہا حتیٰ کہ شہید ہو کر گر پڑا۔ نیکی بہت بڑی ہے۔ صف اول کا مجاہد تھا، وہیں گر گیا۔ فرمایا کہ ظاہری طور پر عمل تو بہت بڑا ہے لیکن ((وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِنِيَّتِهِ)) اس کی نیت کا حال اللہ جانتا ہے۔ اس کا یہ سارا عمل اگر اخلاص پر قائم ہے تو اللہ قبول کرے گا، اخلاص پر قائم نہیں ہے اتنے بڑے عمل کی اللہ کے ہاں کوئی قیمت نہیں ہوگی۔ چنانچہ قیامت کے دن یہ میزان قائم ہوگا۔ اس میزان میں عمل کی گنتی کے بعد عمل کا معیار چیک کیا جائے گا۔ معیار کے لیے پہلی چیز اخلاص ہے۔

خلافِ توقع فیصلہ

اخلاص اگر موجود ہے تو میزان اس عمل کو تولے گا، اس کا وزن ہوگا۔ اخلاص اگر مفقود ہے تو میزان اس عمل کو وزن کے قابل نہیں سمجھے گا۔ وہ عمل مسترد ہے۔ اللہ پاک کا فرمان:

﴿وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ﴾ [1]

کچھ لوگوں پر قیامت کے دن ایسے فیصلے ظاہر ہوں گے جس کی ان کو توقع نہیں ہوگی۔ وہ نیکیاں لا کر خوش ہوں گے۔ ان کے پاس نیکیوں کے ڈھیر ہیں، مگر چونکہ اخلاص نہیں تھا، میزان نے ایسا فیصلہ سنا دیا کہ ان کے سارے عمل جو ریاکاری پر قائم تھے مسترد ہو گئے۔ انھیں کسی وزن کے قابل قرار نہیں دیا جائے گا۔ یہ پہلا معیار ہے۔ پہلا مرحلہ اخلاص کا ہے تو کتنے لوگ یہاں کامیاب ہوں

[1] الزمر: 47/39.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گے۔ بہت سے لوگوں کا عمل یہاں مسترد ہو جائے گا۔

عمل کا معیار اتباعِ سنت

اعمال کا معیار چیک کرنے کے لیے جو دوسرا نکتہ ہے وہ یہ ہے کہ اس کا یہ عمل ہمارے پیغمبر کی سنت کے مطابق ہے یا نہیں۔ اس کی نمازیں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریقے اور سنت کے مطابق ہیں یا نہیں۔ اس نے حج تو کیا، اخلاص بھی ہے لیکن حج ہمارے پیغمبر کے طریقے کے مطابق ہے یا نہیں۔ یہ عمل کا معیار ہے۔ اور معیار ان دو چیزوں پر قائم ہے۔ ایک اخلاص کی حفاظت، دوسرا پیغمبر علیہ السلام کی سنت کی متابعت۔ بتایئے کتنے وہ لوگ ہیں جو یہاں کامیاب ہوں گے؟ گنتی پوری ہو سکتی ہے لیکن معیار کے حساب میں بہت سے لوگ ناکام ہو جائیں گے۔ کسی کا اخلاص موجود نہیں، اگر اخلاص ہے تو سنت کی اتباع موجود نہیں۔

اہل الحدیث کا امتیاز

لہٰذا ہماری اہل الحدیث کی یہ دعوت ہے کہ اللہ کے لیے ہر عمل کی ان دو بنیادوں کو سمجھیں۔ ایک اخلاص جو کہ توحید کا حصہ ہے۔ دوسرا پیغمبر علیہ السلام کی سنت کی اقتدا۔ یہ دعوت صرف ہماری ہے، باقی ساری جماعتیں اور سارے عوام کی دعوت کا جو انتہائی امر ہے وہ ان کے اپنے بزرگ ہیں، اپنے پیر و مرشد ہیں، اپنے اپنے امام ہیں، اپنی اپنی برادریاں ہیں، اپنی اپنی قومیں ہیں لیکن یہ صرف جماعت اہلحدیث کی خوبی ہے کہ ان کی دعوت اتباع رسول کی دعوت ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ لَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ﴾ ❶

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو برباد نہ کرو۔ اور ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ وزن اعمال حق ہے۔ وزن اعمال کی تیاری کر کے آیئے، قیامت کے ہر مرحلے کی تیاری، اس مرحلے کے جو تقاضے ہیں ان کو سامنے رکھتے ہوئے کیجیے۔

میزان میں بھاری اعمال

کچھ عمل ایسے خاص ہیں جو اللہ کے میزان کو بھاری کرنے والے ہیں، ان میں سرفہرست توحید ہے، جس کی دلیل آپ نے سن لی کہ ((أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ)) کی ایک پرچی گناہوں کے ننانوے دفاتر پر بھاری پڑ جائے گی۔ معنی توحید کا بڑا وزن ہے۔ اس کے اور بھی دلائل ہیں۔ نبی ﷺ کی حدیث کہ

((سُبْحَانَ اللّٰهِ نِصْفُ الْمِيْزَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ يَمْلَؤُهُ)) ❷

"سبحان اللہ آدھا میزان ہے اور الحمدللہ پورا میزان ہے۔" اس کا معنی یہ کہ جو شخص پوری زندگی سبحان اللہ پڑھتا رہا، الحمدللہ پڑھتا رہا، خالی پڑھنا نہیں بلکہ سمجھ کر کہ سبحان اللہ کیا ہے؟ اور سبحان اللہ میں میرے پروردگار کی کون سی توحید ہے؟ الحمدللہ کیا ہے؟ الحمدللہ کس توحید پر قائم ہے؟ اس فہم کے ساتھ پڑھتا رہا اور پوری زندگی اس پر قائم رہا اور عامل رہا تو اس کا یہ عمل اتنا عظیم ہے کہ اس کا سبحان اللہ

❶ محمد: 33/47. ❷ مسند أحمد: 365/5.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پڑھنا اللہ تعالیٰ کے آدھے میزان کو بھر دے گا اور الحمد للہ پورے میزان کو بھر دے گا۔ جبکہ میزان کی صفت یہ ہے کہ اس کا ایک پلڑا اتنا بڑا ہے کہ اس میں ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں سما سکتی ہیں۔ فرشتوں نے میزان کو دیکھا اور کہا کہ ہماری صدیوں کی عبادت اس میزان کو نہیں بھر سکتی۔ یہ عقیدۂ توحید کی عظمت ہے۔ مسند احمد میں پیغمبر علیہ السلام کی حدیث ہے:

((بَخٍ بَخٍ لِخَمْسٍ مَّا أَثْقَلُهُنَّ فِي الْمِيزَانِ))

پانچ چیزیں، کیا کہنا ان کا! وہ پانچ چیزیں اللہ کے میزان میں کتنی بھاری ہوں گی۔ وہ پانچ چیزیں کون سی؟ ایک سبحان اللہ، دوسری الحمد للہ، تیسری لا الہ الا اللہ، چوتھی اللہ اکبر اور پانچویں کسی شخص کا بیٹا فوت ہو جائے اور وہ صبر کر لے، اس کا صبر اللہ کے میزان میں بہت بھاری ہو گا۔ [1] تو سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر سب اللہ کی توحید کے کلمات ہیں۔ اس کا معنی اللہ کے میزان کو بھرنے والی جتنی بھی چیزیں، یعنی عمل ہیں ان میں سرفہرست توحید باری تعالیٰ ہے۔

اور پیغمبر علیہ السلام کی ایک حدیث ہے:

((خَصْلَتَانِ هُمَا أَخَفُّ عَلَى الظَّهْرِ وَأَثْقَلُ فِي الْمِيزَانِ))

دو خوبیاں پشت پر ہلکی ہیں اور اللہ کے میزان میں بھاری ہوں گی۔ کون کون سی؟ فرمایا کہ ایک خصلت ((طُولُ الصَّمْتِ)) لمبی خاموشی کہ ایک انسان زیادہ خاموش رہے، کم بولے، اپنے آپ کو عادی بنا لے کم بولنے کا۔ اس کی یہ

[1] مسند أحمد: 237/4.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خصلت عمل میں ہلکی ہے، کتنی ہلکی ہے۔ تکلیف بولنے میں ہے خاموش رہنے میں نہیں ہے۔ خاموش رہنا آسان ہے۔ لیکن یہ خاموشی اللہ کے میزان میں بہت بھاری ہوگی۔ اور دوسرا ((وَحُسْنُ الْخُلُقِ)) اچھے اخلاق۔ ❶ ایک اور حدیث میں ارشاد گرامی ہے کہ

((مَا شَيْءٌ أَثْقَلَ فِي مِيزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ)) ❷

اچھے خلق سے زیادہ بھاری مومن کے میزان میں کوئی چیز نہیں ہوگی۔

اصل وزن اتباعِ رسول کا

پیغمبر علیہ السلام کی اقتدا اور اتباع بھی اللہ کے میزان میں بھاری ہوگی۔ پیغمبر علیہ السلام کی دو حدیثیں سامنے رکھیں۔ اس سے بات واضح ہو جائے گی۔ ایک آپ کا ارشاد

((إِنَّهُ لَيَأْتِي الرَّجُلُ الْعَظِيمُ السَّمِينُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَزِنُ عِنْدَ اللهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ)) ❸

اللہ کے میزان میں قیامت کے دن ایک بھاری بھر کم شخص کو لایا جائے گا، موٹا تازہ، لمبا اونچا، اس کو میزان میں رکھا جائے گا، تولا جائے گا، اس کا وزن ایک مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہوگا۔ وزن سے خالی ہے۔ ایک دوسرے شخص کا ذکر ہے جس کا نام عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہے۔ پیغمبر علیہ السلام کے صحابی ہیں۔ درخت پر

---

❶ شعب الإيمان للبيهقي: 4941، و مسند أبي يعلى: 6/53: 3298.

❷ جامع الترمذي: 2002.

❸ صحيح البخاري: 4729، و صحيح مسلم: 2785.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ پتلی ٹانگیں دیکھ کر ہنسنے لگ گئے۔ لاغر تھے، کمزور تھے، دبلے اور نحیف تھے۔ لیکن بہادر تھے بزدل نہیں تھے۔ معرکۂ بدر میں سردار قریش ابوجہل کے سینے پر سوار ہو کر اس کا سر کاٹا۔ شجاع اور بہادر لیکن لاغر قسم کے پتلے۔ صحابہ ٹانگیں دیکھ کر ہنس پڑے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((لَهُمَا أَثْقَلُ فِي الْمِيزَانِ مِنْ أُحُدٍ)) [1] عبداللہ کی دو ٹانگیں قیامت کے روز اللہ کے میزان میں احد پہاڑ سے بھاری ہوں گی۔ اب یہ میزان ایک ہی ہے۔ اس میں ایک بھاری بھرکم انسان کو تولا گیا اور وزن مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں۔ دو پتلی ٹانگوں کو رکھا جائے گا اور یہ دو ٹانگیں احد پہاڑ سے زیادہ بھاری ہیں۔ فرق کیا ہے ان دو حدیثوں میں؟ حالانکہ میزان تو بھاری چیز کو بھاری اور ہلکی چیز کو ہلکا ظاہر کرتا ہے۔ یہاں فرق کیا ہے؟ یہاں فرق ایک ہی ہے اور وہ ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا۔ عبداللہ کون ہے؟ عمل میں، اتباع سنت میں، اٹھنے بیٹھنے میں، کھانے پینے میں، بولنے چالنے میں، چلنے پھرنے میں سب سے زیادہ پیغمبر ﷺ کے مشابہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ ہے وزن۔ تو وزن سنتِ رسول کا ہوگا۔ اس لیے قرآن نے جہاں اتباعِ پیغمبر کی دعوت دی کہ میرے پیغمبر کی اتباع کرو، تو اس کے بعد فوراً وزن اعمال کا ذکر کیا۔ اس میں یہ اشارہ اور تنبیہ ہے کہ اللہ کے میزان میں سنت کی اتباع بہت بھاری ہے۔ تو توحید و سنت کی دعوت ہمارے منہج کی خصوصیت ہے۔

بحمد للہ یہ اہل الحدیث کی دعوت ہے کہ اللہ کی توحید خالص کی طرف آجاؤ۔ رسول

---

[1] مسند أحمد: 1/420.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی سنت کی اتباع کی طرف آجاؤ۔

دقیق سا فرق بھی واضح ہوگا

تو یہ حدیثِ میزان، جس میں عمل کے بھاری اور ہلکا ہونے کا ذکر موجود ہے، ہمیں دعوتِ فکر دے رہی ہے کہ ہم ان نصوص کو سامنے رکھتے ہوئے اس کی تیاری کریں۔ میزان کے حوالے سے ایک آخری بات حدیث کی روشنی میں تاکہ میزان کا ایک اور تقاضا سامنے آجائے۔ وہ یہ ہے کہ پیغمبر علیہ السلام کا فرمان ہے:

((فَتُوزَنُ الْحَسَنَاتُ وَ السَّيِّئَاتُ فَمَنْ رَّجَحَتْ سَيِّئَاتُهُ عَلَى حَسَنَاتِهِ مِثْقَالَ حَبَّةٍ دَخَلَ النَّارَ وَ مَنْ رَّجَحَتْ حَسَنَاتُهُ عَلَى سَيِّئَاتِهِ مِثْقَالَ حَبَّةٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ))

قیامت کے دن نیکیاں اور گناہ تولے جائیں گے۔ جس کی نیکیاں اس کے گناہوں سے (ایک رائی) کے دانے کے برابر بڑھ گئیں، وہ جنتی ہے اور جس کے گناہ نیکیوں سے (ایک رائی) کے دانے کے برابر بڑھ گئے، وہ جہنمی ہے۔ معنی یہ کہ میزان جب قیامت کے دن بندوں کے اعمال تولے گا تو ایک رائی کے دانے کے فرق کو بھی ظاہر کرے گا۔ ایک رائی کے دانے کے برابر گناہ اگر بڑھ گیا اور نیکیاں کم ہوگئیں، جہنم کا فیصلہ ہے۔ اب بندہ وہاں افسوس کرے گا: کاش! وہ نیکی کرلی ہوتی۔ ایک نیکی میں نے چھوٹی سمجھ کر چھوڑ دی تھی۔ کاش! وہ کرلی ہوتی تو آج میری نیکیاں گناہوں سے بڑھ جاتیں۔ ایک رائی کے دانے کے برابر یہ فرق سامنے آئے گا۔ جس کا تقاضا یہ ہے کہ کسی نیکی کو حقیر نہ جانو۔ حقیر جان کر چھوڑ نہ دو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک سجدہ بھی پلڑا بھاری کرسکتا ہے

ایک اعرابی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ دل سخت ہے، اس کا علاج کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا)) ❶

کسی نیکی کو حقیر نہ جان۔ جو میزان کا حساب ہے، چونکہ یہ اوزان ایک رائی کے دانے کے برابر فرق کو ظاہر کرے گا تو پھر اس کے لیے ضروری ہے ہم کسی نیکی کو چھوٹا نہ سمجھیں بلکہ جو نیکی ہو اس کو اللہ کی رضا کے لیے کر گزریں۔ ہوسکتا ہے وہ نیکی ہی کل قیامت کے دن فرق بن جائے اور ہماری کامیابی کی بنیاد بن جائے۔ مثال کے طور پر ہم مسجد میں آتے ہیں، جماعت کھڑی ہے، امام سجدے میں ہے۔ اب ہم گپیں مار رہے ہیں کہ امام سجدے سے اٹھے اور قیام میں آئے پھر جماعت میں شامل ہوں۔ یہ سجدے کی تحقیر ہے۔ اس سجدے کو آپ حقیر جان رہے ہیں۔ نہیں، وہ نیکی کر گزرو۔ ہوسکتا ہے وہ سجدہ ہی، اس سجدے کا شوق ہی کل اللہ کے دربار میں مغفرت اور درجات کی بلندی کا باعث بن جائے۔ انسان جو سجدہ کرتا ہے اس سجدے پر اس کے درجے اونچے ہوتے ہیں۔ جس سجدے کو آپ حقیر جان کر چھوڑ رہے ہیں کہ قیام میں امام آئے گا، ساتھ شامل ہو جائیں گے، اس وقت تک کچھ گپیں مارلیں۔ ہوسکتا ہے یہی سجدے کا چھوڑنا کل قیامت کے دن ندامت کا باعث بن جائے۔ اور سجدے کو چھوڑنا صرف سجدے کو چھوڑنا نہیں ہے بلکہ

❶ فتح الباري: 10/393، 394، صحيح مسلم: 2626.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیغمبر علیہ السلام کے امر کی خلاف ورزی بھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے: جب تم مسجد میں آؤ، جماعت کھڑی ہو، امام کو جس حال میں پاؤ اسی حال میں مل جاؤ۔ ❶ انتظار نہ کرو کہ امام قیام میں آئے تب شامل ہوں۔ نہیں، جس حال میں امام ہو اسی حال میں مل جاؤ، ہوسکتا ہے وہ سجدہ جس کو حقیر جان کر آپ نے چھوڑ دیا وہ سجدہ ہی کل قیامت کے دن وزن اعمال کے موقع پر ایک رائی کے دانے کے برابر نیکیوں کے فرق کو ظاہر کردے۔ تو یہ وزنِ اعمال کے اہم تقاضوں میں سے ایک تقاضا ہے کہ اس کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی میزان کی تیاری کریں اور کسی عمل کو چھوٹا نہ سمجھیں۔

صرف ایک عمل پر نجات اور پکڑ

بعض اوقات چھوٹا عمل انسان کی نجات کا باعث بن جاتا ہے۔ ایک فاحشہ عورت نے پیاسے کتے کو پانی پلا دیا، اللہ نے اس کو معاف کر دیا۔ ❷ اس عورت کو آئندہ مستقل تقویٰ اور ایمان کی توفیق دے دی۔ حدیث کے مطابق ایک شخص نے راہ چلتے ایک جھاڑی کو ہٹا دیا، اللہ تعالیٰ نے اس پر اس کے تمام گناہوں کو معاف کر دیا۔ ❸ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے کہ ایک عورت نے ایک بلی کو باندھ دیا۔ وہ بھوکی مرگئی، اللہ تعالیٰ نے اس کو جہنم میں ڈال دیا۔ ❹ اس عورت کو بھی اور اس بلی کو بھی۔ عورت کو اس لیے تاکہ اس کو سزا ملے اور بلی کو اس لیے کہ وہ بلی اس کو

---

❶ جامع الترمذي: 591.

❷ صحيح البخاري: 3467، و صحيح مسلم: 2245.

❸ صحيح البخاري: 2472. ❹ صحيح البخاري: 2365.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمیشہ کے لیے نوچتی رہے اور کاٹتی رہے۔ [1] تو یہ ہیں اعمال۔ کسی عمل کو چھوٹا نہ سمجھو۔ پیغمبر ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے، فرمایا کہ دونوں میں عذاب ہو رہا ہے۔ ایک چغل خور تھا اور دوسرا استنجے کی حفاظت نہیں کرتا تھا۔ [2] اس عمل کو چھوٹا سمجھ کے لوگ چھوڑ دیتے تھے۔ وزن اعمال کی تیاری کا تقاضا یہ ہے کہ کسی عمل کو حقیر نہ جانا جائے۔

تبویب بخاری میں ایک مہلک شے کا ازالہ

امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ آخری باب وزن اعمال کا بہت سے مقاصد کے تحت قائم کیا ہے۔ معتزلہ کا رد بھی ہے جو میزان کو نہیں مانتے۔ یہ لوگ بے چارے مسکین، اس بات کو مانتے ہیں جس کو ان کی عقل تسلیم کر لے۔ حالانکہ نقل اور شریعت عقل پر مقدم ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ترازو نماز کیسے تول سکتا ہے؟ ترازو روزہ کیسے تول سکتا ہے اور ترازو حج کیسے تول سکتا ہے؟ نہ نماز کا جسم ہے، نہ روزے کا، نہ حج کا۔ ترازو تو ان چیزوں کو تول سکتا ہے جن کا جسم ہوگا۔ چینی کا جسم ہے ترازو اس کو تول سکتا ہے۔ لیکن چینی میں موجود مٹھاس کا جسم نہیں ہے، مٹھاس کا وزن نہیں ہو سکتا۔ ہم کہتے ہیں کہ عقل کے اندھو! اصل بات یہ ہے کہ یہ خبر کس نے دی کہ ہم اعمال تولیں گے؟ اللہ تعالیٰ نے، تو کیا اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر نہیں ہے۔ جب اس نے خبر دے دی، ہم اعمال تولیں گے تو ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تولنے پر قادر ہے۔ نقل، عقل پر مقدم ہے۔ اور آج تم نے خود ایسی چیزوں کو تول کر دکھا دیا جن کا

[1] مسند أحمد: 51/6.
[2] صحيح البخاري: 216.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جسم اور وجود نہیں ہے۔ جیسے تھرما میٹر انسان کے بخار کو تول دیتا ہے، حالانکہ بخار کا کوئی وجود نہیں۔ گاڑی میں میٹر گاڑی کی رفتار کو تولتا ہے، حالانکہ رفتار کا کوئی جسم نہیں۔ گاڑی میں ایک اور میٹر ہے جو گاڑی کی گرمی کو تولتا ہے۔ گاڑی کس قدر ہیٹ اپ ہو رہی ہے۔ اور گرمی کا کوئی وجود نہیں۔ تم نے ایسے آلات تیار کر لیے جو ایسی چیزوں کو تول رہے ہیں جن کا جسم نہیں، کس کی توفیق سے؟ اللہ کی۔ تو اس کی اپنی قدرت کیسی ہوگی؟

ایک اور شبے کا رَدّ

اور پھر یہ رد ہے فرقہ جبریہ پر جو کہتے ہیں کہ ہر انسان اللہ کی تقدیر کے آگے مجبور محض ہے۔ کوئی نیکی کر رہا ہے تو اس لیے کر رہا ہے کہ تقدیر میں لکھا ہوا ہے۔ برائی کر رہا ہے تو اس لیے کر رہا ہے کہ تقدیر میں لکھا ہوا ہے۔ نیکی کرنے والے کا نیکی میں کوئی کمال نہیں اور گناہ کرنے والے کا اس گناہ میں کوئی عیب نہیں کیونکہ تقدیر کے آگے یہ بھی مجبور ہے اور وہ بھی۔ ہوا چلتی ہے، پتے ہلتے ہیں، اس میں پتوں کا کوئی کمال نہیں، ہوا ان کو ہلا رہی ہے۔ تو جو انسان کر رہا ہے، وہ سب کا سب تقدیر کے آگے مجبور ہو کر کر رہا ہے۔ یہ فرقہ جبریہ ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب قائم کیا کہ اللہ اعمال کو تولے گا، انسان کے عمل کو تولے گا، نماز کو، روزوں کو اور گناہوں کو تولے گا اور تول کر بندے کا حساب لے گا۔ اگر انسان مجبور محض ہے تو اس تولنے کا معنی کیا ہے؟ اس حساب کا معنی کیا ہے؟ حساب اور پھر تولنے کا معنی یہ ہے کہ بندہ مجبور محض نہیں ہے۔ کچھ امور میں مجبور محض

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے اور وہ دنیا کے امور ہیں۔ کس نے کب پیدا ہونا ہے، کتنا جینا ہے؟ کتنی سانسیں؟ کتنا پینا ہے؟ کیا کھانا ہے؟ کتنے دانے چبانے ہیں؟ یہ سب کا سب تقدیر میں لکھا ہوا ہے اور انسان مجبور ہے۔ لیکن ہدایت اور گمراہی کا معاملہ، اللہ تعالیٰ نے سمجھانے کے لیے انبیاء بھیجے اور انسان کو اختیار دیا۔ یہ راستہ جنت کا ہے، یہ جہنم کا ہے۔ چاہو اس راستے کو اختیار کرلو اور چاہو اس کو اختیار کرلو۔ اب بندہ جو چاہے اختیار کرلے۔ اور بندے کا جو اختیار ہے، وہ اللہ کی مشیت کے تحت ہے۔ لیکن اختیار میں آزادی ضرور ہے۔ آیات بینات آگئیں۔ راستے واضح ہوگئے، حجت قائم ہوگئی، اس میں انسان مجبور محض نہیں ہے۔ راستے دکھا دیے گئے۔ اب انسان نے کسی ایک راستے کا انتخاب کرنا ہے۔ ہاں! یہ بات ہمارے عقیدے میں شامل ہے کہ جو انتخاب وہ کرے گا، وہ اللہ کی مشیت کے تحت ہے۔ اس کے بعد جو کچھ ہے وہ غیر معلوم ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی بندے کو ہدایت کے لیے چنتا ہے تو کیوں چنتا ہے؟ یہ اللہ کا راز ہے، ہمیں اس کا علم نہیں ہے۔ کسی بندے کو اللہ نے گمراہ کردیا، کیوں گمراہ کیا؟ یہ اللہ کا راز ہے، ہمیں اس کا علم نہیں۔ ہمارا اس تقدیر پر ایمان لانا فرض اور واجب ہے۔ آگے ہم خاموش رہیں، اس معنی میں پیغمبر علیہ السلام کی حدیث ہے: ((فَإِذَا بَلَغَ ذٰلِكَ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ وَلْيَنْتَهِ)) [1]

جب تقدیر پر بات چلتے چلتے یہاں تک پہنچ جائے تو اللہ سے پناہ مانگو اور چپ کر جاؤ۔ تو جبریہ پر رد ہے، وہ کہتے ہیں: انسان مجبور محض ہے۔ مجبور محض کا

[1] صحیح مسلم: 134۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حساب کیوں؟ اور اس کے اعمال کیوں تولے جا رہے ہیں؟ اس کا معنی بندے کو بھی اختیار دیا گیا ہے اور بندہ جو منتخب کرتا ہے، اس کا انتخاب اللہ کی توفیق اور اس کی مشیت کے ساتھ ہے۔

اہم لغوی نکات

آگے امام بخاری رحمہ اللہ نے ”قسط“ کے لفظ کے تعلق سے ایک بات کی ہے اور یہ عربی لغت کا تنوع ہے۔ ((یُقَالُ: الْقِسْطُ مَصْدَرُ الْمُقْسِطِ)) کہ لفظ قسط یہ مقسط کا مصدر ہے۔ باب ہے: ((أَقْسَطَ یُقْسِطُ إِقْسَاطًا)) ثلاثی مزید، باب افعال۔ اس کے دو مصدر ہیں: ایک اقساط اور دوسرا قسط۔ ((أَقْسَطَ یُقْسِطُ إِقْسَاطًا وَ قِسْطًا)) یہ دونوں ایک ہی باب کے مصدر ہیں۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ قسط باب ((قَسَطَ یَقْسِطُ)) کا مصدر ہے۔ اَقْسَطَ یُقْسِطُ إِقْسَاطًا اور قَسَطَ یَقْسِطُ قِسْطًا۔ یہ مصدر ہیں، مادہ دونوں کا ایک ہے: ق۔س۔ط۔ لیکن معنی کا فرق ہے۔ بالکل متضاد، بالکل مخالف۔ مُقْسِطْ کا معنی عَادِلْ اور قَاسِطْ کا معنی ظَالِمْ۔ أَقْسَطَ کا معنی عَدَلَ، عدل کیا اور قَسَطَ کا معنی جَارَ، ظلم کیا۔ یہ عربی لغت کا تنوع ہے۔ عربی لغت تمام لغات کی امام ہے۔ اس کے پڑھنے میں بڑی وسعت اور بڑی لذت ہے۔ بعض اوقات صرف حروف کی تبدیلی سے معانی تبدیل ہو رہے ہیں۔ اور یہ کمال صرف عربی لغت کا ہے۔ تو أَقْسَطَ اور قَسَطَ یہ معنی کا فرق کیوں ہے؟ أَقْسَطَ باب افعال ہے اور باب افعال کے خصائص میں سے خاصہ ہے اعطائے ماخذ، جو اس صیغے کا ماخذ ہے وہ کسی کو دینا۔ اور قسط باب

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ثلاثی مجرد کا مصدر ہے اور ثلاثی مجرد کے مصدر کے باب کی خاصیت ہے سلب ماخذ۔ جو اس فعل کا ماخذ ہے اس کو چھیننا۔ تو اقسط میں چونکہ اعطائے ماخذ ہے تو اس کا معنی یہ ہوگا: ((أَقْسَطَهُ أَيْ أَعْطَاهُ قِسْطَهُ)) فلاں نے فلاں کو اس کا حصہ دے دیا اور یہ عدل ہے۔

اور قسط کا معنی ((أَيْ سَلَبَ مِنْهُ قِسْطَهُ)) کہ فلاں نے فلاں سے اس کے حصے کو چھین لیا اور یہ ظلم ہے۔ تو قاسط میں چھیننے کا معنی ہے جو کہ ظلم ہے اور ((أَقْسَطَ يُقْسِطُ)) میں دینے کا معنی ہے جو کہ عدل ہے۔

شیوخِ امام بخاری رحمہ اللہ

آگے امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی سند ذکر کی: ((حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِشْكَابٍ)) یہ امام بخاری کے شیخ ہیں۔ یہ امام بخاری کا انفراد ہے کہ کتب ستہ کے جو پورے مؤلفین ہیں ان میں صرف امام بخاری ہی کے شیخ ہیں۔ امام بخاری کے شیوخ کا سلسلہ جیسا کہ آپ نے سنا بڑا وسیع تھا۔ 1080 ان کے استاد تھے۔ اب غور کریں کس طرح انھوں نے استاد کیے ہوں گے؟ کہاں کہاں گئے ہوں گے؟ اتنے اساتذہ سے علم حاصل کیا۔ آج جہازوں کا دور ہے، گاڑیوں کا دور ہے، ہم کہاں کہاں جا سکتے ہیں۔ اپنے استاد ہم شمار کریں تو بہت حد تک بیس ہو جائیں گے، تیس ہو جائیں گے، اس سے زیادہ نہیں۔ مگر وہ دور، پیدل چلتے، کبھی گھوڑے کی سواری، کبھی گدھے کی سواری۔ ایک ہزار اسی ان کے مشائخ۔ کس طرح انھوں نے طلب علم کی محنت کی۔ احمد بن اشکاب ان کے استاد ہیں۔ اور یہ حدیث صحیح بخاری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں تین مقامات پر ہے۔ اور تینوں مقامات پر مختلف مشائخ سے ہے۔ کتاب الدعوات میں ہے اور وہاں امام بخاری کا شیخ زہیر بن حرب ہے۔ اور کتاب الأیمان والنذور میں بھی ہے اور وہاں امام بخاری کے شیخ قتیبہ بن سعید ہیں۔ ان تینوں مقامات پر امام بخاری کے مختلف مشائخ ہیں۔

طلبہ کو ایک اہم نصیحت

حقیقت یہ ہے کہ صحیح بخاری کے متن اور اسانید پڑھنے کی بڑی لذت ہے۔ اور طلبہ کو آج فتح الباری ملی، جس ساتھی نے دی اللہ اس کو جزائے خیر دے۔ یہ کتاب ان شاء اللہ آپ کے گھر کا سب سے قیمتی تحفہ ہوگا۔ اور میری یہ آپ کو نصیحت ہے کہ ہر روز کم از کم ایک صفحہ یا ایک باب صحیح بخاری کا فتح الباری کے ساتھ ضرور پڑھیں۔ شرح کے ساتھ اور یہ پڑھتے رہیں۔ ان شاء اللہ! یہ روزانہ پڑھنا آپ کے علم میں برکت کا باعث اور علم میں اضافہ ہوگا۔ صحیح بخاری کی اسانید، ان اسانید کے نکات آپ پر واضح ہوں گے۔ لیکن ساتھ آپ کو علم کا ایک شوق پیدا ہوگا۔

سند عالی سے متعلق نکات

کتاب الایمان میں امام بخاری نے باب قائم کیا: ((بَاب ظُلْمٌ دُونَ ظُلْمٍ)) اس کے تحت ایک حدیث نقل کی دو سندوں کے ساتھ۔ پہلی سند میں امام بخاری کے شیخ ابوالولید الطیالسی ہیں اور ان کے شیخ شعبہ ہیں، یعنی امام بخاری اور شعبہ کے مابین ایک واسطہ ہے ابوالولید کا۔ اس کے بعد وہی حدیث ذکر کی ایک اور سند کے ساتھ اور وہ یوں ہے کہ امام بخاری کے شیخ بشر بن خالد اور ان کے شیخ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محمد بن جعفر اور ان کے شیخ شعبہ ہیں۔ ❶ تو پہلی سند میں شعبہ اور بخاری کے مابین ایک واسطہ ہے۔ دوسری میں دو واسطے ہو گئے۔ معنی پہلی سند عالی تھی، دوسری نازل اور سافل ہوگئی۔ یہ سند عالی کے بعد سند نازل کو ذکر کیوں کیا۔ ہر محدث کی یہ خواہش ہے کہ اس کا واسطہ اللہ کے پیغمبر تک کم ہو اور یہاں بڑھ رہا ہے۔ پہلی سند میں امام بخاری اور شعبہ کے مابین ایک واسطہ ابوالولید کا، دوسری میں دو واسطے بشر بن خالد اور محمد بن جعفر کا۔ تو سند عالی کے بعد سند نازل ذکر کیوں کی؟ سند علو تو محدثین کا مطلوب ہے۔ حافظ سلیم صاحب جو بقیع بن مخلد کا واقعہ بیان کر رہے تھے کہ امام احمد بن حنبل سے ملنے کے لیے اندلس سے بغداد گئے۔ جن سات حدیثوں کا حوالہ دیا، وہ سات حدیثیں بقیع کے پاس موجود تھیں۔ متن موجود تھا، لیکن ایک واسطہ کم کرنے گئے تھے۔ امام احمد کے پاس وہ سات حدیثیں سند عالی کے ساتھ تھیں اور ان کے پاس سند نازل کے ساتھ تھیں۔ متن موجود تھے تو اپنا واسطہ کم کرنے کے لیے وہ چلے اندلس سے بغداد۔ چھ ماہ جانے میں اور چھ ماہ آنے میں۔ پھر پورا واقعہ آپ نے سنا جب وہاں پہنچے، امام صاحب جیل میں بند تھے۔ اور پھر کس طرح حیلہ سوچا، تدبیر کی اور فقیر بن کر روزانہ وہاں جاتے اور حدیثیں سنتے۔ اور انھوں نے باقی واقعہ بیان نہیں کیا۔ بقیع بن مخلد ایک ہوٹل میں ٹھہرے اور روز وہیں سے اپنا بھیس بدلتے اور فقیر بن کر اور کاسۂ گدائی ہاتھ میں لے کر نکلتے۔ سفر پورا ہوگیا۔ حدیثیں پوری سن لیں۔ پھر بیمار ہو گئے۔ ہوٹل کے مالک نے ان کو

❶ صحيح البخاري: 32.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیکھا اور کہا کہ آپ اللہ کے لیے میرے ہوٹل کو چھوڑ دیں۔ تم بیمار ہو گئے ہو، ہو سکتا ہے تمھارا انتقال ہو جائے تو میرے ہوٹل کی شہرت خراب ہو گی کہ لوگ یہاں آتے ہیں اور آ کے مر جاتے ہیں۔ بقیع بن مخلد نے کہا: میں کہاں جاؤں؟ اتنا شدید مرض ہے کہ میں چل پھر نہیں سکتا، حرکت نہیں کر سکتا۔ کئی علماء نے سفارش کی کہ آپ نہ نکالیں۔ نیک آدمی ہے۔ اس نے کہا کہ نیک کہاں ہے؟ نیک ہوتا تو میں اس کو رکھ لیتا۔ یہ نیک کہاں ہے؟ یہ تو روزانہ اپنا بھیس بدلتا ہے اور فقیر بن کر بھیک مانگتا ہے، ((اَلْأَجْرُ مِنَ اللّٰهِ، اَلْأَجْرُ مِنَ اللّٰهِ)) پکارتا جاتا ہے کہ لوگو! اللہ سے اجر لے لو، اللہ سے اجر لے لو۔ یہ تو بھکاری ہے، یہ عالم کہاں ہے؟۔ اسے کیا معلوم بقیع بن مخلد کی حقیقت کیا تھی۔ حقیقت تب کھلی جب اسی دوران امام احمد بن حنبل رہا ہو گئے۔ رہا ہوتے ہی سب سے پہلے پوچھا: بقیع کہاں ہے؟ بغداد میں ہیں یا واپس چلے گئے۔ لوگوں نے کہا: موجود ہیں لیکن بیمار ہیں۔ کہاں ہیں وہ؟ فلاں ہوٹل میں۔ امام احمد بن حنبل خود اس کی بیمار پرسی کرنے کے لیے گئے۔ اب اس محدث کا یہاں آنا کتنا باعث برکت بن گیا کہ دنیا میں یہ بات پھیل گئی کہ فلاں شخص کے ہوٹل میں امام احمد بن حنبل گئے تھے۔ اب بغداد میں جو محدث آتا وہیں قیام کرتا، اسی ہوٹل میں ٹھہرتا، اس کی شہرت بن گئی اور اس شخص کا کاروبار پھیل گیا۔

یہ محدثین کی برکت ہے۔ اللہ تعالیٰ کس طرح ان کے قدموں سے، ان کے قدموں کی برکت سے لوگوں کو نوازتا ہے۔ تو میں نے یہ ایک مثال اس لیے پیش کی کہ سند عالی کے بعد سند نازل کیوں ذکر کی؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک اشکال کی اہم وضاحت

یہاں ابن حجر نے تھوڑی سی بحث کی ہے۔ اور یہ فرمایا ہے کہ اصل میں سند نازل میں ایک نکتہ ہے۔ پہلی سند کی اہمیت یہ ہے کہ وہ عالی ہے، دوسری کی اہمیت یہ کہ یہاں ایک اور نکتہ ہے۔ اگرچہ نازل ہے لیکن یہاں شعبہ سے روایت کرنے والا محمد بن جعفر ہے جس کا لقب غُنْدَر ہے۔ اور شعبہ کے جتنے شاگرد تھے ان سب میں اثبت اور اتقن یہ غندر ہے۔ تو وہاں قابل توجہ امر سند کا علو ہے اور یہاں نکتہ یہ ہے کہ شعبہ کا وہ شاگرد ہے جو ((أَثْبَتُ النَّاسِ فِي شُعْبَةَ)) ہے۔ شعبہ کے تمام شاگردوں میں اس سے بڑا ثقہ کوئی نہیں۔ حتیٰ کہ علی بن مدینی کا قول ہے: محمد بن جعفر عَنْ شعبۃ یہ طریق میرے نزدیک عبدالرحمن بن مہدی کے طریق سے اولیٰ ہے۔ عبداللہ بن مبارک کا قول ہے: ((إِذَا اخْتَلَفَ النَّاسُ فِي شُعْبَةَ)) اگر شعبہ کی کسی حدیث میں محدثین کو اختلاف ہو تو ((كِتَابُ غُنْدَرٍ حَكَمٌ بَيْنَهُمْ)) تو غندر کی کتاب ان میں حَکَم ہوگی۔ اس کا معنی اس طریق کی ایک الگ خصوصیت ہے اور وہ یہ ہے کہ اس میں شعبہ کا شاگرد غندر ہے۔ اور غندر شعبہ کے شاگردوں میں سب سے اتقن، سب سے اعلیٰ اور افضل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ شعبہ کا ربیب (گود میں پالا ہوا بیٹا) تھا۔ امام شعبہ کی دوسری شادی ہے تو دوسری بیوی کا یہ بیٹا تھا۔ جب اس سے شادی ہوگئی تو یہ بیٹا بھی ان کی تربیت میں آگیا۔ تو بچپن سے آخر تک امام شعبہ کے ساتھ رہا۔ اتنی رفاقت، اتنی عمر ساتھ دینا، اس لیے یہ ((أَثْبَتُ النَّاسِ فِي شُعْبَةَ)) ہے۔ اب یہاں ایک اور اشکال وارد ہوتا ہے کہ غندر محمد بن جعفر یہ متحمل غفلہ ہے۔ اس کو بعض محدثین نے مغفل کہا ہے کہ یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیث میں غافل تھا، غفلت کا شکار تھا۔ ایک مغفل راوی کی حدیث بخاری میں کیسے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ صحیح بخاری میں محمد بن جعفر کی تمام روایتیں شعبہ سے ہیں اور محمد بن جعفر شعبہ میں اثبت الناس ہے۔ جو شبہ ہے یہاں زائل ہو گیا کیونکہ شعبہ سے روایت کرنے میں غندر اوثق الناس ہے۔ تو یہ غفلت کا اشکال ختم ہو گیا۔ لیکن ایک اشکال اور قائم ہو گیا اور وہ یہ کہ صحیح بخاری میں دو مقامات پر غندر کی روایت غیر شعبہ سے ہے۔ ایک داود بن ابی ہند اور دوسرے معمر بن راشد سے۔ یہاں کیا جواب دو گے؟ یہاں جواب یہ ہے کہ امام بخاری نے جب یہ دیکھا کہ یہاں غندر کی روایت شعبہ سے نہیں ہے تو اس روایت کی کئی متابعتیں نقل کیں، کئی اسانید نقل کیں۔ ان اسانید سے اس روایت میں متابعت ثابت کی اور قائم کی۔ تو بحمد اللہ صحیح بخاری کی تمام اسانید اشکال سے پاک اور خالی ہیں۔

ایک غلط فہمی کی وضاحت

تو یہ حدیث امام بخاری کی سند سے احمد بن اشکاب، ان کے شیخ محمد بن فضیل، ان کے شیخ عمارہ اور ان کے شیخ ابوزرعہ۔ بعض لوگوں کو وہم ہوتا ہے کہ یہ ابو زرعہ الرازی ہیں۔ یہ قول ہم نے بعض لوگوں سے سنا۔ درحقیقت یہ رازی نہیں ہیں بلکہ یہ ابوزرعہ نبی علیہ السلام کے صحابی جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں۔

محدثِ امت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

اس حدیث کے راوی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ پیغمبر علیہ السلام کے صحابی ہیں۔ حافظ الحدیث اور محدث اول، جنھوں نے ہزاروں حدیثیں پیغمبر علیہ السلام سے روایت کیں۔ پانچ ہزار پانچ سو سے زائد ان کی احادیث ہم تک پہنچیں۔ بڑی چوٹی کے محدث

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ جن کی خصوصیت یہ ہے کہ یمن سے آئے تھے۔ اسلام قبول کیا اور پھر پوری عمر یمن کی جانب جھانک کر نہیں دیکھا بلکہ پیغمبر علیہ السلام کی غلامی اور صحبت میں زندگی گزاری۔ بھوکے رہتے، پیاسے رہتے مگر پیغمبر علیہ السلام کی چوکھٹ نہیں چھوڑتے تھے۔ بعض اوقات بھوک سے بے ہوش ہو کر گر جاتے، لوگ سمجھتے پاگل ہو گئے ہیں۔ فرماتے ہیں: مجھے کوئی جنون نہیں ہوتا تھا بلکہ یہ بھوک اور پیاس کی بے ہوشی ہوتی تھی۔ اس کے باوجود پیغمبر علیہ السلام کو چھوڑتے نہیں تھے۔ ان کی خصوصیت یہ ہے کہ ایک دفعہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: اپنے دامن کو بچھاؤ، انھوں نے بچھا دیا تو پیغمبر علیہ السلام نے دعا کی، پھر فرمایا کہ اس کو سمیٹ کر اپنے سینے سے مل لو۔ انھوں نے مل لیا۔ فرماتے ہیں: اس کے بعد مجھے کبھی کوئی حدیث، کوئی مسئلہ نہیں بھولا۔ [1] اتنا اتقان تھا، اللہ اکبر۔ اب اگر کوئی شخص یہ کہے یا کوئی قوم یہ کہے کہ یہ غیر فقیہ تھے تو یہ کتنا بڑا جرم ہوگا اور کتنا بھیانک اقدام ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس راوی سے اتنا عناد ہے کہ ان کی حدیثوں کو رد کرنے کے لیے باقاعدہ قواعد بنا دیے گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ قاعدہ جو بنایا گیا ہے جس کی طرف کچھ اشارہ حافظ سلیم صاحب نے بھی کیا تھا، یہ قاعدہ صرف ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی عداوت میں بنایا گیا ہے۔ کوئی حدیث ایسی ہو جو رائے کے خلاف ہو، عقل کے خلاف ہو تو اس کے راوی کو دیکھیں گے کہ فقیہ ہے یا غیر فقیہ۔ اس کا راوی اگر غیر فقیہ ہوگا تو وہ حدیث حجت نہیں ہوگی۔ وہ حدیث قابل انکار ہوگی، قابل قبول نہیں ہوگی۔ اور غیر فقیہ کون ہے؟ انھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو غیر فقیہ کہا۔ تو یہ سارا جو منصوبہ بنایا گیا اس صحابی کی شان میں توہین

[1] صحيح البخاري: 119.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنے کے لیے، اس صحابی پر حملہ کرنے کے لیے، اللہ اکبر۔ اور یہ پیغمبر علیہ السلام کی احادیث کے خلاف ہے۔ اور اس تعلق سے آخری بات یہ عرض کروں گا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی محبت مسلک اہلحدیث کی حقانیت کی دلیل ہے۔ جو صحیح مسلم میں حدیث ہے: ایک بار پیغمبر علیہ السلام نے ابوہریرہ کو دیکھا اور دعا کی:

((اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ عُبَيْدَكَ هٰذَا، يَعْنِي أَبَا هُرَيْرَةَ، وَأُمَّهُ وَ إِلَى عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِينَ حَبِّبْ إِلَيْهِمُ الْمُؤْمِنِينَ)) [1]

یا اللہ! اپنے اس بندے سے محبت کر اور اس کی ماں سے بھی محبت کر۔ اپنے اس بندے کو اور اس کی والدہ کو اپنے مومن بندوں کا محبوب بنا دے اور مومنوں کو ان کا محبوب بنا دے! معنیٰ کیا ہوا؟ جس دل میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی محبت ہے، وہ دل مومن ہے اور جس دل میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی عداوت ہے، مخالفت ہے، وہ دل مومن نہیں ہوسکتا۔ اور پیغمبر علیہ السلام کی حدیث قدسی کہ

((مَنْ عَادَىٰ لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ)) [2]

جو لوگ میرے کسی ولی سے عداوت کریں گے، ان سے میرا اعلانِ جنگ ہے۔

متنِ حدیث کی وضاحت

باقی حدیث آپ نے سن لی۔ اس کے دو کلمات ہیں اور تین خوبیاں ہیں۔ ((كَلِمَتَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ)) دو کلمے اللہ کو بڑے پیارے اور ((خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ)) زبان پر بڑے ہلکے۔ ((ثَقِيلَتَانِ فِي

[1] صحيح مسلم: 2491.
[2] صحيح البخاري: 6502.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْمِيزَانِ)) اور کل قیامت کے دن اللہ کے میزان میں بھاری ہوں گے۔ وہ دو کلمے کیا ہیں؟ یہ ساری خبر ہے اور خبر کی تکمیل تشویق کے لیے ہے تا کہ پڑھنے والوں کو شوق پیدا ہو کہ وہ دو کلمے کیا ہیں؟ ان کو فوراً سنیں۔ اللہ کو پیارے، زبان پر ہلکے، میزان میں بھاری۔ تو آپ کہیں گے: جلدی بتاؤ وہ کلمے کون سے ہیں۔ وہ ہیں: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ)) اور ((سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ)) جو اللہ رب العزت کی پوری توحید اسماء وصفات کا مظہر اور ترجمان ہیں۔ 'سُبْحَانَ اللّٰهِ' بنیاد ہے توحید اسماء و صفات میں تنزیہ کی کہ اللہ پاک ہے ہر عیب، ہر نقص سے۔ ((وَبِحَمْدِهِ)) اللہ کی تعریف کے ساتھ، ہر قسم کی تعریف اس کے لیے ہے۔ یہ ہر کمال کو شامل ہے اور یہ توحید صفات ہے۔ اللہ کے لیے ہر صفت کمال ہے۔ ہر صفتِ کمال اللہ ہی کے لیے ہے جس کی اساس الحمدللہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہر صفتِ نقص کی نفی ہے جس کی اساس سبحان اللہ ہے۔ ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ)) اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے۔ ہر قسم کی تعریف اللہ کے لیے ہے۔ یہ اللہ رب العزت کی پوری توحید کی ترجمان ہے۔ جس کے اشارے ہم نے اپنے درس کے دوران کر دیے۔ یہ تنزیہ کیا ہے اور اثبات کمال کیا ہے؟ اور اللہ کس طرح ان کا مستحق ہے، اس پوری توحید کی معرفت سے سبحان اللہ کا علم حاصل ہو جائے گا۔ اللہ پاک یہ علم ہم کو عطا فرما دے۔

طلبہ کو ایک اور اہم نصیحت

اور آخر میں اپنے طلبہ کو یہ آخری نصیحت ہے کہ وہ جو منہج سلف صالحین ہے، صحابہ کا منہج، تابعین کا، محدثین کا، اس کے ساتھ پوری وفاداری کریں۔ اور جو اہل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

السنہ کا شیوہ، اہل الحدیث کا شیوہ رد بدعات کا اور مبتدعین سے دوری کا اس کو قائم رکھیں۔ جو کچھ نصیحت آپ کے لیے ڈاکٹر صاحب نے کی، امام بخاری رحمہ اللہ کا قول آپ نے سن لیا کہ ایک ہزار اسی میرے استاد تھے۔ اور میں نے ایسے کسی شیخ سے حدیث نہیں لی جس نے عمل کو ایمان کا حصہ نہ مانا ہو۔ یہ ان کے عقیدے کی غیرت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میرے مشائخ کی تعداد بڑھ سکتی تھی، لیکن میں نے ایسے مشائخ کو چھوڑ دیا جنھوں نے عمل کو ایمان نہیں مانا۔ مُرجِعہ سے میں نے حدیث کو نہیں لیا، یہ ان کے عقیدے کی غیرت ہے۔ تو یہ غیرت اپنے اندر پیدا کریں اور مبتدعین سے ایک ہی تعلق ہونا چاہیے، وہ تعلق دعوت ہے۔ ایسا تعلق جو خارجی سطح پر کسی اکرام اور تعظیم پر قائم نہ ہو۔ وہ اکرام اور تعظیم دھوکے کا باعث ہے اس شخص کے لیے بھی اور باقی دیکھنے والوں کے لیے بھی۔ اللہ رب العزت کتاب وسنت پر استقامت دے اور پیغمبر علیہ السلام کی سنت کی معرفت، سلف صالحین کے فہم اور ان کے منہج کے مطابق پورا کرنے کی توفیق عطا فرمادے، بدعت سے محفوظ رکھے اور شرک سے محفوظ رکھے۔ اللہ رب العزت کل قیامت کے دن میزان کے حساب کے موقع پر ہمارے ہر عمل کو اخلاص اور پیغمبر علیہ السلام کی سنت کے معیار پر قائم فرمادے۔ اور ہم سب کو کامیابی عطا فرمادے۔

((وَأَقُولُ قَوْلِي هٰذَا وَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِي وَلَكُمْ وَ آخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ))

درس بخاری بمقام المعہد السلفی، گلستان جوہر، کراچی

25 جولائی 2010ء بروز اتوار

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

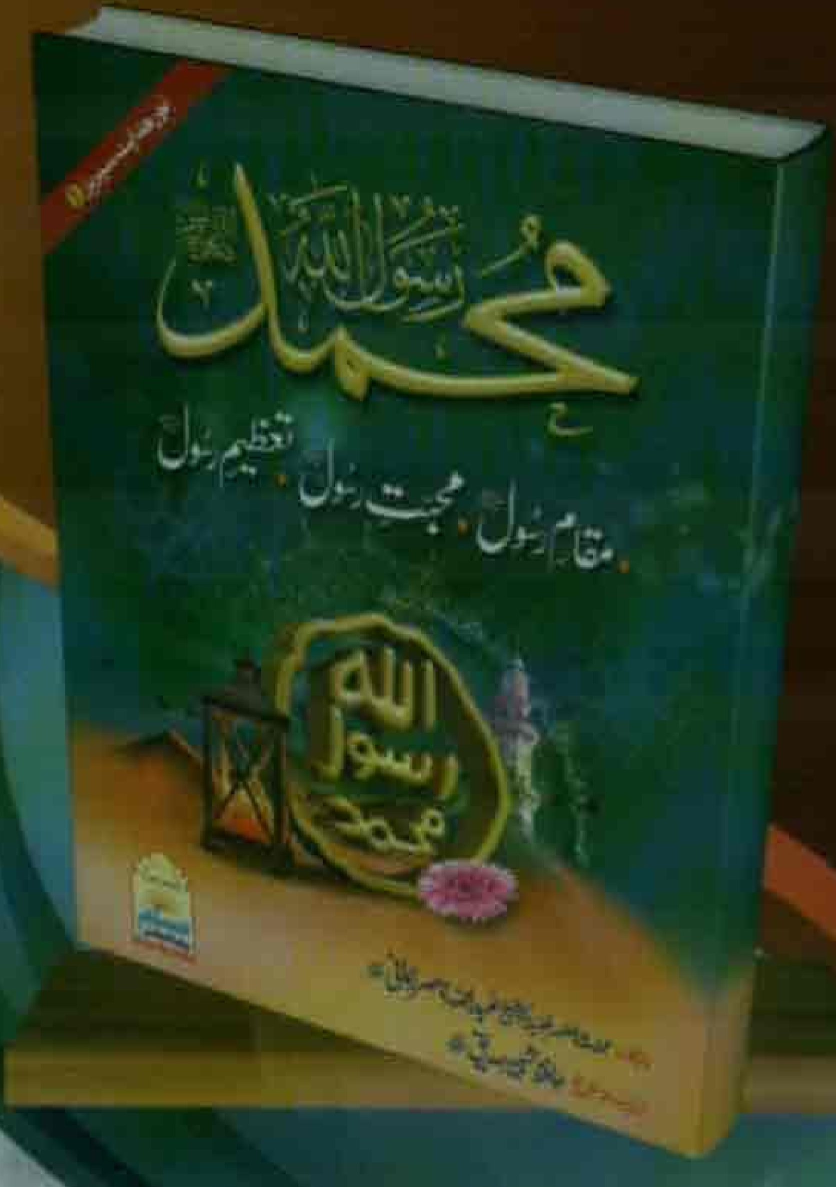

مسلم پبلیکیشنز
48-بادیہ حلیمہ سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور 0312-4246740

9214568521

Designed By: 0337-4122161